حجاج، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کرنے والوں کیلئے نایاب تحفہ

زندگی کا حاصل ہے
حاضری مدینے کی

فیضان
حضرت علامہ الحاج المفتی
فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی

مصنف
الحاج مفتی صاحبزادہ
محمد فیاض احمد اویسی

کتب خانہ امام احمد رضا

https://archive.org/details/@awais_sultan

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کرنے والوں کیلئے نایاب تحفہ

زندگی کا حاصل ہے
حاضری مدینے کی

فیضان

حضرت علامہ الحاج المفتی
فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی
محدث بہاولپور

مدنی مقصد: مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔

M. Shahid Raza Attari
0306-0313-7919528

اسلامی بکس، قرآن
مدنی عطر ہاؤس اینڈ

امپورٹڈ عطریات، قرآن پاک، اسلامی بکس، تسبیحات، ٹوپی، عمامے
موزے، مسواک، گلوز، میلاد پرچم، بینرز کا ہول سیل پوائنٹ

Shop # 2-3 Ground Floor, Waqas Plaza, Amin Pur Bazar, Faisalabad.
Ph: 041-2621568 E-mail: muhammadshahidattari@yahoo.com

https://archive.org/details/@awais_sultan

جملہ حقوق محفوظ ھیں

نام کتاب ——— زندگی کا حاصل ہے حاضری مدینے کی
فیضان ——— حضرت علامہ الحاج الحافظ فیض ملت محمد فیض احمد اویسی رضوی
مصنف ——— الحاج مفتی صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی
صفحات ——— 96
قیمت ——— 80 روپے

ملنے کے پتے

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی
والضحیٰ پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دارالعلم پبلیکیشنز
ہجویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دارلنور
صراط مستقیم پبلی کیشنز (دربار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان
مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،
مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفےٰ
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلی کیشنز دینہ
مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن
اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ متنویہ بہاولپور

❖ فہرست ❖

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	زندگی کا حاصل ہے حاضری مدینے کی	5
2	اس بار اہل وعیال سمیت حاضری ہوئی مگر کیسے؟	7
3	مکہ معظمہ بلد امین	11
4	بیت اللہ شریف میں داخلہ	14
5	حجرِ اسود کعبہ کی آنکھ اور اہل ایمان کا محبوب ''کعبہ''	16
7	رکن یمانی کی فضیلت	18
8	صفا ومروہ	20
9	دارِ ارقم	21
10	مکہ مکرمہ میں مقاماتِ مقدسہ کی زیارات	22
11	جبل ثور اور جبل حرا	22
12	غارِ حراء	22
13	میدانِ عرفات	23
14	منیٰ	23
15	مزدلفہ	24
16	وادی محسّر	24
17	مسجد خیف کی زیارت	25
18	مسجد البیعۃ (مسجد بیعت عقبہ)	28
21	مکہ کے قریب وجوار میں قابلِ زیارتِ مقامات	32

https://archive.org/details/@awais_sultan

22	جنت المعلٰی	32
23	مکانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	33
24	غارِ مرسلات	33
25	مولد النبی ﷺ پر ایک دل افروز منظر	33
27	بیت النبی ﷺ ...... مشاہدات کی روشنی میں	35
28	سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	37
29	آثارِ مقدسہ وتبرکات کو مٹانے کی روش	39
30	آثارِ رسول اللہ ﷺ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم	39
31	مدینہ منورہ کی طرف روانگی	44
33	اہل ایمان کی عقیدتوں کا مرکز مدینہ منورہ	46
	حجرہ اقدس کے دروازے	54
	غارِ سجدہ اور مسجد نبی حرام کی زیارت ہوئی	57
	محفل معراج شریف	58
	فوٹو بازی تصاویر کی شرعی حیثیت	63
	سیدنا ابوطلحہ بن زبیر انصاری کے کنویں	73
	مدینہ کے تاریخی مقامات	75
	مدینہ منورہ میں قیام کے دوران قیام آداب	82
	قضاء نمازیں ادا کیا کریں	87
	اختتام	96

زندگی کا حاصل ہے حاضری مدینے کی

سفرِ شوق ومحبت زیارتِ حرمین شریفین

اس میں شک نہیں کہ

"میرا سب کچھ گنبدِ خضرا ءکل بھی تھا اور آج بھی ہے"

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کی حاضری یقیناً حاصلِ زندگی ہے۔ مدینہ منورہ کی حاضری سو بار بھی ہو مگر پیاس پھر بھی نہیں بجھتی' طلب بڑھتی رہتی ہے' اسباب ہوں تو سچ ہے:

"زندہ رہنا ہو تو انسان مدینے میں رہے"

میرے حضور قبلہ والد گرامی' حضور فیضِ ملت ، مفسرِ اعظم پاکستان، محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی مقبول دُعاؤں کا اثر ہے کہ الحمدللہ و بکرم مصطفیٰ ﷺ فقیر مدینے کا بھکاری بار بار مدینہ منورہ کی حاضری سے نواز جا رہا ہے۔ نہ کوئی عمل ہے' نہ منہ ہے دیکھانے کے قابل' مگر پھر بھی آقا بلا رہے ہیں۔

علامہ غلام شبیر المدنی

اگر مدینہ منورہ کی حاضریوں میں محترم علامہ غلام شبیر المدنی کا ذکر نہ کروں تو ناشکری ہوگی' بلکہ احسان فراموشی کیونکہ وہ فقیر کے لیے حاضری کے اسباب بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حجازِ مقدس میں وسیع کاروبار دیا ہے' مختلف ممالک سے علماء اہلسنّت جو حج وعمرہ شریف کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین حاضر ہوتے ہیں وہ بلاامتیاز سب کی خدمت خوش دلی سے کرتے ہیں بلکہ اہل محبت کی خدمت

https://archive.org/details/@awais_sultan

کو سعادت سمجھتے ہیں فقیر تو کسی قطار میں نہیں مگر اس کے باوجود بھی وہ بہت زیادہ خیال کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے رزق و مال، کاروبار، جان و مال' ایمان اور عزت و آبرو میں ڈھیروں برکتیں عطاء فرمائے اور مدینہ منورہ میں باادب حاضری رہے۔

ایں دُعا من و جملہ جہاں آمین باد

بحرمتِ سیّدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس بار اہل و عیال سمیت

حاضری ہوئی مگر کیسے؟

گذشتہ حاضری میں فقیر امیر مدینہ سیّدالشہداء حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں التجاء کر کے آیا تھا کہ اب کی بار بچوں سمیت حاضری کے اسباب عطاء فرمائیں چونکہ وہ کریم ابن کریم ہیں' فقیروں کا سوال رد نہیں فرماتے ۔ فقیر ۱۷ رفروری ۲۰۱۶ء کو مدینہ منورہ سے بہاولپور پہنچا تو سارے بچوں کے ''ب'' فارم' شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے لیے کوشش شروع کر دی۔ محترم محمد جنید رضا قادری اور قاری محمد قاسم اویسی کے ذریعے تمام دفتری معاملات بآسانی جلدی حل ہوئے...... ''جزاك اللہ تعالیٰ خیرا فی الدرین''

اس دوران محترم الحاج علامہ غلام شبیر المدنی پاکستان آئے تو کمال شفقت فرماتے ہوئے فقیر کو شرفِ میزبانی بخشا اور فرمایا کہ آپ اپنے تمام (جوازات) پاسپورٹ میرے بھائی محترم امتیاز حسین خان الحمزہ کاروان ڈی.جی خان کے پاس جمع کرا دیں فقیر وہاں پاسپورٹ لیکر خود حاضر ہوا انہوں نے کہا ان شاء اللہ چند دنوں میں ویزے لگ جائیں گے۔ اس دوران محترم حاجی محمد سرور اویسی (گوجرانوالہ) نے کہا کہ میں بھی مع اپنی اہلیہ آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں' چنانچہ اُن کے پاسپورٹ اپنے ہمراہ جمع کرا دیئے محترم رانا محمد وسیم صاحب کی کاوش سے پی آئی اے میں 17/اپریل 2016ء اتوار کو ملتان شریف تا باب المدینہ (کراچی) پھر جدہ کی سیٹیں بک ہوئیں۔

ہمارے ہاں ایک محاورہ ہے کہ'' انگلیوں پہ دن گننا'' اس بار فقیر بھی

https://archive.org/details/@awais_sultan

حجازِ مقدس جانے کی تاریخ انگلیوں پہ گنتا رہا' سچ ہے "حاضری سو بار ہو پر حسرت نہیں جاتی"

اللہ اللہ کرکے وہ مبارک سعادت بھرا دن آیا کہ قافلہ سوئے بطحاء روانہ ہوا (شرکائے قافلہ میں فقیر اور فقیر کی اہلیہ (اُمِ اعجاز) میری دونوں بیٹیاں اور بیٹے محمد ایاز المدنی اویسی، محمد صالح اویسی، میرا نواسہ محمد عمر فاروق اویسی (عمر دو سال) حسب پروگرام ہم ملتان سے شام چار بجے کراچی پہنچے تو ائیرپورٹ پر عزیز محمد فیصل شہزاد اپنے اہل خانہ سمیت حافظ نعمان اویسی، حافظ کاشان اویسی، محمد سمیر اویسی اور محترم عبداللطیف صاحبان موجود ہیں چونکہ جدہ کے لیے ہماری فلائٹ رات نو بجے ہے۔ کہیں باہر جانا ممکن نہ ہے اس لیے احباب سے ائیرپورٹ پر ہی ملاقات کی اور دُعا کے ساتھ انہیں الوداع کیا ہم نے پی آئی اے کے کاؤنٹر پر جا کر اپنے بورڈنگ کارڈ حاصل کئے اور انتظار گاہ میں آکر نمازیں عصر، مغرب، عشاء ادا کیں۔ احرام باندھا جہاز ایک گھنٹہ لیٹ جدہ کے لیے روانہ ہوا رات تقریباً ایک بجے مطار (ائیرپورٹ) جدہ پہنچے۔

ہمارے (پی آئی اے کے) طیارے نے جدّہ ائیرپورٹ پر اُترنے سے پہلے شہر کا ایک چکر لگایا۔ کھڑکی سے ہم شہر کے دلکش منظر سے لطف اندوز ہونے لگے۔ جدہ، حجاز کے بحری و بری راستوں کا صدر دروازہ ہے۔ جدہ کے (حج ٹرمینل) جدید ائیرپورٹ پر ایک وسیع و عریض خیمہ بستی لگتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ صحرا میں سفید براق خیمے قطار در قطار بڑی ترتیب سے نصب کیے گئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ عمارت جدید فن تعمیر کی نہایت خوبصورت اور نادر مثال ہے۔ ائیرپورٹ کے حج ٹرمینل میں بیک وقت کئی جہاز اتر سکتے ہیں اور اس کے ہال میں کم وبیش ایک لاکھ حجاج سما سکتے ہیں۔

ہم انہی خوبصورت مناظر میں کھوئے ہوئے تھے کہ جہاز رن وے پر

دوڑنے لگا، چند ہی لمحوں بعد ہم سرزمین عرب پر اُترنے والے تھے، جبین نیاز اللہ کے حضور جھک گئی اور دل سجدہ شکر بجالایا۔

ائیرپورٹ کے کڑے ضابطے بعض اوقات سخت پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں۔ عربی زبان سے ناواقفیت بھی مسائل پیدا کر دیتی ہے۔ اسی صورت حال کا ہمارے کئی احباب کو بھی سامنا کرنا پڑا۔ جدہ میں اہل کاروں کی بے رخی بلکہ ترش کلامی اور تلخ نوائی نے آزُردہ (ناراض) کردیا۔

فقیر کو کئی بار اپنے والد گرامی حضور فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے ہمراہ اس ائیرپورٹ پر آنا ہوا، حیرت ہوتی وہ بڑے اطمینان سے بیٹھے رہتے تھے بلکہ اپنے ہم سفر حضرات کے ساتھ خوشنوائی میں مصروف نظر آتے۔ یقیناً وہ سفر عشق کی اس حقیقت سے آگاہ تھے' جسے علامہ محمد اقبال نے یوں بیان کیا ہے:

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزا ہی نہیں

اہل تسلیم ورضا تو جفاؤں میں بھی محبوب کی توجہ اور محبت کے مزے اٹھاتے ہیں اور درِ محبوب کے گدا کاسہ ٹوٹنے پر بھی وجد میں آجاتے ہیں اور اُسے محبوب کی ایک ادائے دلبرانہ سمجھتے ہیں۔

شاید کچھ ایسا ہی معاملہ 18 مئی 2016ء شب پیر شریف کو عمرہ شریف کی ادائیگی اور زیارت حرمین شریفین کے دوران جدہ ایئرپورٹ پر ہمارے ساتھ بھی تھا، موسم کی تلخی، اہل کاروں کی بے رخی بلکہ ترش روئی اور سعودی شرطوں کی بے مروتی شاید ہمارے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے تھی یا من میں چھپے انا نیت کے بت توڑنے اور خود پسندی کے آبلے پھوڑنے کے لئے تھی۔

ایئرپورٹ سے امیگریشن اور حصولِ سامان سے فراغت کے بعد اللہ اللہ کرکے معلم کی بس تلاش کرکے سامان رکھا اور بیت اللہ شریف کی حاضری کے لئے

https://archive.org/details/@awais_sultan

بے تاب قافلہ سوئے مکہ مکرمہ روانہ ہوگیا۔ جدہ سے مکہ معظمہ تقریباً 70 رکلومیٹر کے فاصلے پر ہے سارا راستہ آباد اور محفوظ ہے۔ تیل کی دولت ملنے سے پہلے قبائلی رہزن حاجیوں کے قافلے لوٹ لیتے تھے لیکن اب معاشی استحکام اور قانون کی حکمرانی کی بنا پر مکہ جانے والے تمام راستے پرامن اور محفوظ ہوگئے ہیں۔ چوری اور رہزنی تو دور کی بات ہے اب تو مالِ غیر کی طرف کوئی نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا' ہماری بس سوئے حرم روانہ ہوچکی تھی۔

مکہ معظّمہ بلدِ امین

جوں جوں مکہ شریف کا مبارک شہر قریب آتا جارہا تھا آتشِ شوق تیز تر ہوتی جارہی تھی یہ تصور ہی بڑا نشاط انگیز تھا کہ کچھ ہی دیر بعد ہم اس شہر مقدس کی خنک فضاؤں میں سانس لے رہے ہوں گے جس میں بیت اللہ ہے جس کی تعمیر دو عظیم پیغمبروں سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیّدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی جو دُنیا کے بت کدوں میں خدا کا پہلا گھر ہے۔ جس کی خود خالق ارض وسما نے ”وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ o“ (اور اس امان والے شہر کی) کہہ کر قسم بیان فرمائی اور فرقانِ حمید میں دوسری جگہ واضح کر دیا کہ اس شہر کی قسم اس لئے نہیں بیان کی گئی کہ اس میں میرا گھر ہے بلکہ اس لئے فرمائی کہ ”وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ o“ اے محبوب آپ اس شہر میں رہتے ہیں۔

یہی وہ بلد امین ہے جس کی پاک گلیوں میں مصطفیٰ کریم ﷺ کا بچپن گذرا' یہیں وہ اپنی والدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں کھیلا کرتے، اسی شہر میں جوان ہوئے اور نبوت کا اعلان فرمایا، اسی شہر مقدس کے در و دیوار نزول قرآن کے انوار سے چمکتے رہے، اسی شہر کے ناسمجھ لوگوں نے آپ پر پتھر برسائے، راستوں میں کانٹے بچھائے اور آپ کو یہاں سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ آٹھ سال بعد آپ اسی شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے تو کفر اور ظلم کے علمبردار منہ چھپاتے پھرتے تھے لیکن آپ نے فرمایا:

”لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ“

آج تم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

اللہ اکبر! ایسا پرشکوہ فاتحانہ داخلہ اور اس قدر تواضع اور عفوو درگزر، چشم فلک یہ نظارہ آج تک نہیں بھولی۔

مکہ شریف کو قرآن مجید میں بکّہ کہا گیا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا وہی ہے جو مکہّ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لیے (مرکزِ) ہدایت ہے۔

حضور فیض ملت محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ اپنی تصنیف ''تاریخ و تعمیر کعبہ'' میں لکھتے ہیں کہ احادیث اور تاریخ کی کتب میں بکّہ کے بجائے مکّہ آتا ہے۔ گویا دورِ رسالت مآب ﷺ میں اس شہر مقدس کو مکہ ہی بولا اور لکھا جاتا تھا۔ مکہ کیا ہے اور بکہ کا مفہوم کیا ہے؟ مکہ: لغت میں مَکّا سے ہے اور یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے دودھ سے سیراب ہو جائے گویا ارض مکہ اونٹنی کی مانند ہے جو دودھ بھرے تھن لئے کھڑی ہے اور دنیا بھر سے پیاسے چلے آتے ہیں اور فیوض و برکات کا دودھ پی کر سیراب و شاداب ہو جاتے ہیں جبکہ بکہ کا معنی گردن توڑ دینا ہے۔ شہر مکہ کو قرآن مجید نے بکہ کہہ کر گویا اعلان کر دیا کہ جو بھی مکہ کی طرف بُری نظر سے دیکھے گا اس کی گردن توڑ دی جائے گی اور اس کا وہی حشر ہوگا جو اس شہر مقدس پر حملہ کرنے والے شاہ یمن ابرہہ کے لشکر کا ہوا۔

جس کے انجام کی خبر قرآن مجید میں سورۃ الفیل دی گئی ہے:

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ٥

پھر (اللہ نے) ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح (پامال) کر دیا۔

حضور سیّد دو عالم ﷺ نے اس شہر کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ اِلَيَّ. (مشکوٰۃ)

یعنی اے سرزمین مکہ تو کس قدر پیارا شہر ہے اور مجھے کس قدر محبوب ہے۔

آج حضور نبی اکرم ﷺ کے اسی محبوب شہر میں ہمیں داخل ہونے کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ وہ شہر محبوب جس کے خواب بچپن سے دیکھتے آرہے تھے آج اسے اپنے سامنے دیکھ کر آنکھیں وضو کرنے لگیں اور زبانوں پر بے ساختہ

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

کے نغمے جاری ہو گئے ہر طرف نوری قمقموں سے ماحول جگمگا رہا تھا۔ کشادہ سڑکوں پر رواں دواں ٹریفک کی لائٹیں نور کے دریا کا منظر پیش کر رہی تھی۔ اچانک ایک موڑ پر حرم شریف کے مینار نظر آئے تو لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کا قدسی نغمہ بلندتر ہو گیا۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

بیت اللہ شریف میں داخلہ

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر

باب فہد سے حرم شریف میں داخل ہوئے تو فقیر نے اپنے قافلہ والوں (حاجی محمد سرور اویسی، محمد ایاز مدنی، محمد صالح اویسی، فقیر کے اہل خانہ) سے کہا نظریں جھکا کر چلو، جب مسجد الحرام کے آخری ستونوں کے پاس پہنچیں گے تو بیت اللہ شریف آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ اس وقت پہلی نظر پڑتے ہی جو دُعا مانگی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ (میرے حضور قبلہ والد گرامی نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ پہلی نظر پڑتے ہی یہ دُعا مانگنی چاہیے کہ یا اللہ میری ہر دُعا قبول فرما) کعبہ شریف پر نظر پڑتے ہی دل کی عجیب حالت ہو جاتی ہے، جسم لرزتا ہے، آنکھیں برس پڑتی ہے۔

دراصل بیت اللہ کا جلال اور رعب انسان کو خود رفتہ بنا دیتا ہے۔ اَن دیکھے اللہ رب العزت کا وہ گھر جس کی طرف انسان عمر بھر سجدہ ریز رہتا ہے اچانک اس معبود کا عظیم گھر سامنے پا کر اس پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ کیا واقعی مجھ سا خطا کار انسان ارحم الراحمین کے پیارے گھر کے سامنے حاضر ہے۔ کہیں یہ خواب تو نہیں اور جب اسے عالم بیداری کا یقین ہو جاتا ہے تو اس عظیم نعمت پر بارگاہِ الوہیت میں آنکھیں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتی ہیں اور یہ ایسا نذرانہ ہے جو کبھی رد نہیں ہوتا۔ بقول علامہ محمد اقبال

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے گرے جو میرے عرقِ انفعال کے

انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ دنیا بھر کی نعمتیں اپنے دامن میں سمیٹنا اور اپنے اہل وعیال اور عزیز واقارب کے نصیب میں دیکھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ قبولیت کی ان گھڑیوں میں اس کے اپنے مسائل اور سارے رشتے ناطے چشم تصور میں گھوم جاتے ہیں۔ کیا ہی عجب ہے اس قبولیت والی گھڑی میں ساری نسبتیں اور سارے رشتے چند لمحوں کے لیے پردۂ خیال سے محو ہو جائیں اور زبان پر رحمتِ کائنات ﷺ کی دکھ و درد میں گھری اور اپنوں اور اغیار کے ہاتھوں ستائی اُمت کے لئے دُعائیں کی جائیں تو یقیناً اپنے من کی مرادیں بھی پوری ہونگیں۔ عربی، اردو، یا اپنی مادری زبان میں جو دعائیں آقا کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اُمت کی نذر کر دیں۔ اُمت مسلمہ کے لئے دلگیر اور دعا گو رہنا پیارے رسولِ مکرم، رحمت عالم ﷺ کی محبوب سنت ہے۔ دعا کی وہ کونسی گھڑی ہوتی تھی جس میں آپ اپنی اُمت کو یاد نہ فرماتے۔ (یہ الگ موضوع ہے اس پر دفاتر درکار ہیں)

☆ سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک موقعہ پر دعا مانگ رہے تھے:

"اللھم ارحمنی"

اے اللہ مجھ پر رحم فرما۔

رحمت دو عالم ﷺ قریب سے گذرے، ان کے دعائیہ الفاظ سن ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:

"اے علی میری اُمت کو بھی اپنی دُعا میں شامل کرلو"

☆ وصال سے پہلے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو بلایا اپنا جبہ مبارک عطا فرما کر فرمایا: میرے بعد اویس قرنی سے جب تمہاری ملاقات ہو تو انہیں یہ جبہ دے کر میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ میری اُمت کے لئے دُعا کریں۔

(اس واقعہ کی تفصیل حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری

https://archive.org/details/@awais_sultan

نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف ''ذکر اویس'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)

قارئین کرام رسول کریم رحمۃٌ للعالمین ﷺ غارِ حرا کی خلوتوں، طیبہ کی جلوتوں، حرم کی مناجات، شب معراج اور وقت وصال و ملاقات غرضیکہ ہر قرب کے لمحات میں اپنی پیاری امت کے لئے دست بدعا ہی رہے۔

مسجد الحرام کے جدید برآمدے سے نیچے (مطاف میں) اُترے تو سامنے پورے حرم کا روح پرور منظر دیکھ کر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔

حجر اسود کعبہ کی آنکھ اور اہلِ ایمان کا محبوب ''کعبہ''

سیاہ اور سنہری پیرہن زیب تن کئے اپنے عشاق میں گھرا ہوا تھا۔ مسرت سے دمکتے چہروں اور سفید چمکتے لباسوں میں ایک ملکوتی حسن مطاف میں رواں دواں تھا۔ اَن گنت برقی قمقموں کی روشنی پورے حرم پر نثار ہو رہی تھی۔ چونکہ ہم عشاء کے بعد پہنچے تو نصف شب کے وقت یہ بڑا ہی مسحور کن نظارہ تھا۔ ہم بھی اپنی محبتیں اور عقیدتیں اس محبوب پر نچھاور کرنے کے لیے حجر اسود کی طرف بڑھے کہ یہیں سے پروانوں کا سفر شروع ہوتا ہے۔ بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کے اشارے سے ہجومِ عاشقاں میں گھرے حجر اسود کو دور سے سلام کیا اور پروانوں کے ہجوم میں شامل ہوگئے۔

طواف کا ہر چکر پورا ہونے پر حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے دل مچلتا تھا'

حضور فیض ملت محدث بہاولپوری اپنی تصنیف ''حجر اسود'' میں لکھتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو ''یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ'' یعنی اللہ تعالیٰ کا دایاں دست قدرت قرار دے کر فرمایا: ''یُصَافِحُ بِھَا خَلْقَہٗ'' اس سے وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ فرماتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیّد المرسلین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مَنْ فَاوَضَہٗ فَاِنَّمَا یُفَاوِضُ یَدَ الرَّحْمٰنِ۔ (ابن ماجہ، 2/985) جو اس سے ملاقات کرتا ہے وہ رحمٰن کے قدرت والے ہاتھ سے ملاقات

کرتا ہے، چنانچہ آپ نے اس کو بوسہ دیا۔

مومن کے لئے یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ ایک طرف تو وہ رب العزت کے دستِ کرم سے مصافحہ کرتا ہے اور اسے چومتا ہے اور دوسرا یہ کہ حبیب خدا ﷺ کے جہاں لب مبارک لگے وہاں اپنے ہونٹ رکھ کر حضور ﷺ کے لمس کے اتحاد کی سعادت پاتا ہے۔ ایک عربی شاعر نے اس کو ان خوبصورت الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

اقبلہ لعل فمی یلاقی .... مکانا فاز بالھادی البشیر
محمد الذی سادا لبرایا .... واخجل طلعۃ القمر المنیر

میں حجر اسود کا اس لیے بوسہ لیتا ہوں کہ شاید میرا منہ اس جگہ پر لگ جائے جس جگہ کو دُنیا کے سردار ہادی و بشیر محمد رسول اللہ ﷺ کے بوسے کا شرف ملا جن کے روئے انور نے چاند کو شرما دیا۔

اس لئے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا: ''اِنَّکَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ'' میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی نہ چومتا۔

سیّدنا حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ سن کر فرمایا: یا امیر المؤمنین! ''انہ یضر و ینفع'' اے امیر المومنین یہ پتھر نفع و نقصان دے سکتا ہے کیونکہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے خود سنا کہ آپ نے فرمایا: قیامت کے روز حجر اسود کو لایا جائے گا اور وہ بڑی فصیح زبان میں اس شخص کی گواہی دے گا جس نے توحید پر ایمان رکھتے ہوئے اس کا استلام کیا۔

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کی گواہی کا ذکر فرما کر اس حقیقت کی طرف اشارہ فرما دیا کہ حجر اسود دیکھتا ہے، کیا حجر اسود کی بھی دیکھنے والی آنکھ

https://archive.org/details/@awais_sultan

ہے؟ آپ ذرا غور فرمائیں تو حجر اسود کے گرد چاندی کا ہالہ آنکھ کے حلقے کی مانند اور اس کے اندر حجر اسود آنکھ کی پتلی کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ گویا یہ بیت اللہ کی آنکھ ہے جو طواف کرنے، اس کو چھونے اور بوسہ دینے والوں کو مسلسل دیکھ رہی ہے اور لاکھوں کے مجمع میں ان کو بھی دیکھ رہی ہے جو اس تک نہیں پہنچ پاتے اور دور سے ہی ہاتھ اُٹھا کر اپنی حاضری لگواتے اور اشارے سے ہی سلام و نیاز پیش کر لیتے ہیں۔ کتنی طاقتور اور بیدار ہے بیت اللہ کی یہ آنکھ جو مسلسل لاکھوں شیدائیوں کو بیک وقت دیکھتی رہتی ہے اگر حجر اسود نہ دیکھ سکتا تو قیامت کے دن گواہ کیسے بنتا۔ گواہ وہی ہوتا ہے جس نے موقعہ پر دیکھا ہو۔ یہ شان تو حجر اسود کی ہے' کائنات والی' اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی نگاہِ رحمت کے کیا کہنے جو اللہ کی دی ہوئی طاقت سے سارے عالمین کے ذرہ ذرہ کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

ان کا کرم دیکھئے

اُمت کے غمخوار آقا' کمزور محتاجوں کے فریاد رس ﷺ نے ہم جیسے کمزوروں کو ہجوم میں گھس کر دھکے کھانے اور پاؤں تلے روندے جانے سے بچانے کا بھی انتظام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ذریعے اجازت عطا فرمادی کہ وہ اگر بوسہ نہ دے سکیں تو ہاتھ سے چھولیں اور پھر ہاتھ کو بوسہ دے لیں اور اگر ہاتھ نہ پہنچ سکے تو چھڑی کو لگا کر چوم لیں اور اگر یہ دونوں صورتیں بھی ممکن نہ ہوں تو دور سے ہاتھ یا چھڑی کا اشارہ کر کے چوم لیں۔ رب العزت نے کسی معاملہ میں مسلمانوں کو تکلیف مالایطاق نہیں دی۔

رکن یمانی کی فضیلت

کعبہ کی عمارت کے جس کونے میں حجر اسود نصب ہے طواف کے دوران اس سے پہلے جنوب مغربی کونے کو رکن یمانی کہتے ہیں کیونکہ یہ ملک یمن کی سمت واقع

ہے۔ اس کونے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیاد پر نصب شدہ پتھر پر سید المرسلین ﷺ نے استلام فرمایا یعنی ہاتھ پھیرا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذا استلم الرکن الیمانی قبلہ. (رواہ البخاری فی تاریخہ)

جب نبی کریم ﷺ رکن یمانی پر ہاتھ لگاتے تو اسے بوسہ دیتے۔

علماء حق فرماتے ہیں کہ جمہور کے ہاں ان دونوں مقامات (رکن یمانی اور حجر اسود) کا استلام اور بوسہ دینا ثابت ہے۔

ترمذی شریف اور مسند امام احمد اور حاکم کی روایت میں ہے کہ ان دونوں مقامات کو چھونے سے گناہ جھڑتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ ان دونوں مقامات پر فرشتے مقرر ہیں جو یہاں دعا کرنے والے کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

رکن یمانی پر فرشتوں کی تعداد دو سے ستر تک مذکور ہے جبکہ حجر اسود پر ستر ہزار سے لا تعداد تک ہے۔

رکن یمانی کی فضیلت پر اکثر کتابیں خاموش ہیں، اس لئے حجاج و زائرین کی کثرت بے خبری کی وجہ سے اس مقام کو بغیر چھوئے گزر جاتی ہے۔ ان کی ساری توجہ اگلی منزل (حجر اسود) پر ہوتی ہے۔ لہٰذا وہاں اژدہام کی حالت دھینگا مشتی کا منظر پیش کرتی ہے۔ جس سے نہ صرف کعبۃ اللہ اور حجر اسود کا احترام مجروح ہوتا ہے بلکہ شدید جسمانی مشقت بھی برداشت کرنی پڑتی ہے۔

دراصل بڑے قد کاٹھ اور مضبوط تنومند جسم والوں کے لئے حجر اسود کا بوسہ کوئی مسئلہ نہیں ہوتا مسئلہ تو ان کی راہ میں آنے والوں کو ہوتا ہے۔

ہم نے بیت اللہ شریف کا طواف مکمل کیا اور سعی کے لیے صفا و مروہ روانہ ہوئے۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

طواف کے بعد صفاء مروہ سعی کے لیے جارہے تھے کہ میرے پیر بھائی محترم مولانا محمود اقبال خان اویسی (موچھ میانوالی) اپنے اہل خانہ سمیت مل گئے بڑی خوشی ہوئی

صفاومروہ

شادابی و ہریالی اور پہاڑوں کی ظاہری حسن وزیبائش سے خالی یہ صفاومروہ پہاڑیاں پھر اتنی دلکش کیوں ہیں کہ دنیا ان دونوں کے درمیان دیوانہ وار بھاگتی پھرتی ہے۔ مردوخواتین، جوان اور بوڑھے اوروہ بھی جنہوں نے کبھی پارک کی نرم نرم گھاس پر چل کر نہ دیکھا ہولیکن یہاں آکروہ مرمریں فرش پر ننگے پاؤں ایک دو نہیں پورے سات چکر لگا کر دم لیتے ہیں۔ جن کا فاصلہ تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر بنتا ہے۔ بیمار افراد جن کا چند قدم چلنے سے سانس پھول جاتا، یہاں صفاومروہ کی سعی میں ان پر تھکن کے نہ کوئی آثار دکھائی دیتے نہ شکایت۔

سیّدہ ہاجرہ علیہ السلام کا اپنے فرزند کے لئے پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے کے علاوہ صفا پہاڑی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ نے اس پر کھڑے ہوکر یا صباحاہ یا صباحاہ، جاگو، جاگو کہہ کر قریش مکہ کو پکارا تھا۔ جب سب لوگ اس پہاڑی کے دامن میں جمع ہوگئے تو حضور ﷺ نے انہیں اجتماعی طور پر پہلی مرتبہ خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ ابولہب کہنے لگا: ”تبالك الهذا اجتمعتنا“ (نعوذ باللہ) تمہارے لئے بربادی ہو، کیا اس بات کے لئے ہمیں اکٹھا کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی شان میں یہ گستاخی اور ہرزہ سرائی کو گوارا نہ فرمایا اور پوری سورہ ”تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ o“ نازل فرمائی۔

اس واقعہ سے آگاہ زائرین صفا پر کھڑے ہوکر اس واقعہ کا تصور کرتے ہوئے بڑا روحانی کیف وسرور محسوس کرتے ہیں اور جہاں کھڑے ہوکر رحمت دو

عالم ﷺ نے وعظ فرمایا اس جگہ موجودگی کو باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔

دارِارقم

صفا سے مروہ کی طرف چلیں تو دائیں ہاتھ پہلا بیرونی دروازہ باب دارارقم کہلاتا ہے۔ اس دروازے سے باہر نکلیں تو صفا کے دامن میں چند قدم پر دارارقم کی جگہ ہے اس مقام پر حضور ﷺ کے جانثار صحابی حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ یہی وہ گھر تھا جہاں اعلان نبوت کے بعد کچھ عرصہ تک حضور نبی اکرم ﷺ اسلام قبول کرنے والے مخلصین کے ساتھ خفیہ محفل فرماتے اور انہیں قرآنی احکام سناتے۔ دارارقم غریب مسلمانوں کی پناہ گاہ، دین اسلام کی تبلیغ گاہ اور تربیت گاہ تھی اور بوقت عبادت سجدہ گاہ بھی تھی کیونکہ انہیں اعلانیہ طور پر حرم شریف میں عبادت کی اجازت نہ تھی۔

دارِارقم میں لوگ داخل ہوتے اور ایمان کی دولت لے کر واپس جاتے۔ اسی گھر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ یہی وہ گھر تھا جہاں حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تلوار لے کر داخل ہوئے اور ایمان سے سرفراز ہوکر لوٹے۔ دارارقم کے مقام پر آج کھڑے ہوکر ہر عاشق صادق اپنے آنسوؤں پر ضبط نہیں کرسکتا۔

ہم نے انہیں پاکیزہ تصورات میں سعی مکمل کرکے باہر آئے اور حلق کرایا اور اپنے فندق میں آگئے۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

مکہ مکرمہ میں مقاماتِ مقدسہ
کی زیارات کی سعادت حاصل ہوئی

۱۹ اپریل 2016ء منگل کو میرے پیر بھائی حافظ غلام مرتضیٰ اویسی نے دو گاڑیوں کا اہتمام کیا اور ہم نے مکہ مکرمہ کی زیارات کی جن کا مختصر تذکرہ یوں ہے:

جبلِ ثور اور جبلِ حرا

سب سے پہلے ہم نے جبلِ ثور کی زیارت کی جس کے اوپر غارِ ثور ہے جہاں رسول کریم ﷺ اپنے رفیقِ خاص حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت مدینہ منورہ کے موقعہ پر کئی شب و روز قیام فرمایا۔ یہ جبلِ ثور قدیم شہر مکہ سے تقریباً 3 میل کے فاصلے پر ہے۔ اس میں غارِ ثور واقع ہے۔ اس کا طول 18 بالشت (4.014 میٹر) اور عرض 11 بالشت (2.053 میٹر) ہے۔ غار کا ایک منہ دو ثلث بالشت (15.2 سم) اور دوسرا (پانچ بالشت 1.15 میٹر) چوڑا ہے۔

چونکہ ہمارے قافلہ میں چھوٹے بچے ہیں اس لیے اوپر جانا تو ممکن نہ ہے ہم نیچے سے ہی زیارت کر کے شکرِ خداوندی بجا لا رہے ہیں۔

غارِ حراء

یہ جبلِ حراء پر واقع ہے اس کو جبلِ نور بھی کہا جاتا ہے۔ مسجد الحرام سے اس کا فاصلہ قریباً چار کلومیٹر ہے۔ یہ مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں منیٰ اور عرفات جانے والی شاہراہ کے بائیں جانب واقع ہے۔ اسی پہاڑ کے اوپر غارِ حراء واقع ہے جہاں

نبی پاک ﷺ اعلان نبوت سے قبل عبادت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے اور پہلی وحی بھی اسی غار میں نازل ہوئی۔ ان دونوں زیارات کے بعد ہم میدان عرفات کو دیکھنے کے لیے روانہ ہوئے۔

میدانِ عرفات

مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں جبل رحمت کے دامن میں عرفہ یا عرفات کا میدان واقع ہے جہاں ہر سال ۹ ذوالحجہ کو حج کا بنیادی رُکن وقوفِ عرفات ادا کیا جاتا ہے۔ یہ میدان مکہ سے تقریباً 22 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

میدان عرفات کی حدود وادی عرنہ، ثوبہ اور نمرہ کے میدان سے ذوالمجاز تک اور مَازِمان کے آخری موقف تک ہیں۔ میدان عرفات کی مشہور جگہوں میں وادیٔ نمرہ اور جبلِ رحمت شامل ہیں۔ وادی عُرنہ مکہ کے مشرق میں میدان عرفات کی حدود سے متصل ہے اور عرفات اور مسجد نمرہ کے درمیان واقع ہے۔ یہ وادی حدودِ حرم میں شامل نہیں۔

عرفات کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ایک سے زیادہ اقوال ہیں:

بقولِ امام رازی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام اور سیّدہ بی بی حوا سلام اللہ علیہا کو زمین پر اُتارا تو یہ برسوں بعد (نبی کریم ﷺ کے نام اقدس کے وسیلہ سے) میدان عرفات میں ایک دوسرے سے ملے اور دونوں نے وہاں ایک دوسرے کو پہچان لیا، اس لیے اسے عرفہ کہا جاتا ہے۔

منیٰ

عرفات اور مزدلفہ کے بعد منیٰ اہم ترین مقام ہے۔ یہ ٹیلوں میں گھری ایک وادی ہے جو مکہ مکرمہ کی مشرقی سمت پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں حجاج کرام ۹ ذوالحجہ سے قبل مکمل ایک دن اور رات قیام کرتے ہیں۔ حجاج یہاں آٹھ

https://archive.org/details/@awais_sultan

ذی الحجہ یوم ترویہ کو داخل ہوتے ہیں اور اسی دن ظہر کے بعد اگلی صبح فجر تک قیام کرتے ہیں۔ اگلے روز نو ذی الحجہ کو میدان عرفات کی جانب روانہ ہوتے ہیں، وہاں سے دس ذی الحجہ کو ایک مرتبہ پھر جمرہ الکبریٰ کے لیے مزدلفہ روانہ ہوتے ہیں۔ رمی جمرات کے دوران حجاج کرام تین دن تک قیام کرتے ہیں جنھیں ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ ان دنوں میں جمرہ عقبہ، جمرہ وسطیٰ اور جمرہ صغریٰ کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں۔ منیٰ میں سفید رنگ کے خیموں کا ایک شہر آباد ہے حج کے موقعہ پر ان خیموں میں اللہ کی مخلوق آباد ہوتی ہے۔ اب ہم نے دیکھا یہ خیمے حجاج کے انتظار میں خالی پڑے ہوئے ہیں۔

مزدلفہ

مزدلفہ منیٰ اور عرفات کے درمیان واقع ہے۔ مزدلفہ کی طرف راستہ منیٰ اور عرفات کے درمیان دو آمنے سامنے پہاڑی چوٹیوں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اسی پہاڑی راستے کو وادی منیٰ کا نام بھی دیا جاتا ہے، جہاں کسی قسم کی آبادی نہیں بلکہ صرف ایک مسجد ہے جسے مسجد مزدلفہ کا نام دیا جاتا ہے۔ یہاں پر نوافل، دعا اور استغفار مستحب ہے۔ حجاج کرام کے لیے مزدلفہ میں دس ذوالحجہ کی رات کے قیام کے بعد طلوع فجر کو یہاں سے منیٰ کی طرف کوچ کرنا ضروری ہے۔ ہم مزدلفہ آئے اب تو خالی میدان ہے۔

وادیٔ مُحسّر

یہ وہ جگہ ہے جہاں تیزی کے ساتھ گزر جانا ضروری ہے۔ مُحسّر، منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان ایک وادی ہے۔ یہ منیٰ میں شامل ہے نہ مزدلفہ میں۔ اسے وادی مُہلّل بھی کہا جاتا ہے۔ حج کے دوران میں لوگ جب یہاں پہنچتے ہیں تو تکبیریں پڑھتے ہوئے تیزی سے گزر جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمل بھی یہی

تھا۔ اسی جگہ ہاتھی والوں پر عذاب نازل کیا گیا۔ جن قوموں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا، ان کے علاقوں میں جانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

ایسے لوگوں کے گھروں (علاقے) میں داخل نہ ہوا کرو جنھیں عذاب دیا گیا تھا مگر اس حالت میں کہ تم رو رہے ہو۔ اگر رونا نہ آئے تو ان میں داخل نہ ہو، کہیں تم بھی اس عذاب کی گرفت میں نہ آ جاؤ جس میں وہ مبتلا ہوئے تھے۔

مسجد خیف کی زیارت

مسجدِ خیف: منیٰ کی مشہور اور بڑی مسجد کا نام ہے خیف وادی کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس مسجد میں (70) ستر انبیاء کرام آرام فرما رہے ہیں مسجدِ خیف پر ہشت پہلو قبہ ہے اس قبہ کی جگہ سے متعلق کہا جاتا ہے کہ بہت سے انبیاء کرام نے نمازیں یہاں ادا فرمائی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ بھی یہاں نصب کیا گیا تھا۔

یہ مسجد الخیف منیٰ میں ہے یہ مشاعر مقدسہ کی انتہائی اہم مساجد میں سے ہے یہ 25 ہزار مربع میٹر کے رقبے میں پھیلی ہوئی ہے تقریباً 45 ہزار افراد آسانی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں یہ جدید اسلامی طرز تعمیر کا حسین شاہکار ہے اس مسجد کے چار مینار ہیں مسجد اور طہارت خانوں کا بہت بڑا کمپلیکس بنایا گیا ہے مسجد اور طہارت خانوں پر 88 ملین ریال لاگت آئی ہے۔

مسجد الخیف کو 600 سرچ لائٹوں سے روشن کیا گیا ہے مسجد کا موسم خوشگوار رکھنے کے لئے 410 اے سی لگائے ہیں علاوہ ازیں 10100 پنکھے بھی لگائے ہیں

مسجد میں خطبہ اور درس کی آواز ایک ایک گوشے تک پہنچانے کے لئے جدید ترین صوتی نظام لگایا گیا ہے مسجد کے لئے 1746 طہارت خانے بنائے گئے ہیں، اس وضوء کے لئے 3008 ٹونٹیاں لگائی گئی ہیں پانی ذخیرہ کرنے کے لئے زیر

https://archive.org/details/@awais_sultan

زمین ٹنکیاں رکھی گئی ہیں ان میں مجموعی طور پر 2500 مکعب میٹر پانی ذخیرہ کیا جا سکتا ہے
مسجد میں توسیع کی بدولت نمازیوں کے لئے اچھی خاصی گنجائش پیدائی ہوگئی ہے۔

بتایا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا

"ان شاء اللہ جب ہم مکہ مکرمہ پہنچیں گے تو خیف میں اتریں گے" "خیف" اس جگہ کا نام ہے جو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مسجد الخیف میں 70 نبیوں نے نماز پڑھی یہ سب کے سب سواریوں پر سوار ہو کر آئے تھے"

☆ مجاہد سے روایت ہے کہ 75 نبیوں نے حج کیا، ان سب نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور منیٰ کی مسجد میں نماز پڑھی۔

☆ عطا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میں مکہ کا باشندہ ہوتا تو ہر ہفتے منیٰ کی زیارت کیا کرتا۔

☆ کہا جاتا ہے کہ خالد بن مضرز نے انصار کے شیوخ کو دیکھا وہ منارے کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی جگہ تلاش کر رہے تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے منارے کے سامنے واقع احجار کے قریب نماز پڑھی تھی۔

یہاں منارے سے مراد وہ چھوٹا منارہ جو عقبہ کبیرہ کی دیوار سے متصل مسجد کے وسط میں واقع ہے اس سے دیوار پر قائم منارہ مراد نہیں۔

عقبہ میں موجود محراب ہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تھی یہ بات ابن ظہیرہ اور ازرقی نے بیان کی ہے الازرقی کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد الخیف تیسری صدی ہجری کے وسط میں کچھ اس طرح تھی:

صحن کھلا ہوا تھا، اس کے اطراف 4 دالان تھے سب سے گہرا والا دالان قبلے والا تھا یہ تین سائبان کا مجموعہ تھا دیگر تینوں دالان برابر تھے ان میں سے ہر ایک پر ایک ایک سائبان پڑا ہوتا تھا سارے سائبان 168 ستونوں پر نصب کئے گئے تھے ان میں سے 78 ستون قبلے کی طرف تھے۔

مسجد کے وسط میں چوکور مینارہ پر تھا جو 24 ہاتھ اونچا تھا، اس میں جگہ جگہ 8 چھجے بنے ہوئے تھے مسجد میں 50 ہزار طویل سبیل تھی جو 9 میٹر گہری تھی 5 میٹر چوڑی اور اس کے 2 دروازے تھے۔

مسجد الخیف کے 20 دروازے تھے حج موسم 171 قندیلوں سے روشنی کی جاتی تھی۔ معتمد بن المتوکل العباسی کے دور میں 256ء میں مسجد خیف کی تعمیرِ نو عمل میں آئی تھی۔

اسے وزیر الجواد الاصفہانی نے بھی تعمیر کرایا، علاوہ ازیں خلیفہ الناصر العباسی اور صاحب الیمن نے 674ھ میں اس کی تعمیرِ نو کرائی تھی

ابن جبیر نے چھٹی صدی ہجری کی آخری سہ ماہی میں مسجد الخیف کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے

"یہ کشادہ مسجد ہے عظیم جامع مساجد کی شکل کی ہے اس کا مینارہ مسجد وسط میں واقع ہے"

نویں صدی ہجری کے آغاز اور مملوکی عہد میں مسجد الخیف کھلے ہوئے صحن سے عبارت تھی اس کے اطراف میں 4 دالان تھے یہ سب سے بڑا دالان قبلہ رخ والا تھا، اس میں 5 محرابیں تھیں شمالی دلان پر چھت نہیں تھی اور اس کی عمارت گچ سے تیار کی گئی تھی یہ بات الفاسی نے تحریر کی تھی اس کی سبیل اور اذان والا مینارہ جیسا تیسری صدی ہجری میں تھا ویسا ہی 10 ویں صدی ہجری کے آخر میں بھی رہا۔

القطبی نے مسجد الخیف کی زیارت کے بعد الاعلام میں اس کی تصویر کشی کی

https://archive.org/details/@awais_sultan

ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب سلطان اشرف قایتبائی نے تعمیر کرایا تھا القطبی لکھتے ہیں "قیتبائی نے اسے ازسرنو تعمیر کرایا ہے اذان والے مینارے کے برابر میں ایک گنبد کا اضافہ کرایا ہے اور پہلی جگہ ہی سبیل بھی تعمیر کروائی"

البتانونی نے اپنے سفر حجاز الرحلہ الحجازیہ میں لکھتے ہیں کہ "مسجد الخیف بڑی مسجد ہے، اس کے اطراف احاطہ ہے اور مغربی حصے ایک دالان ہے اس کی چھت ستونوں پر رکھی ہوئی ہے، اس کے وسط میں کھلا صحن ہے، شمالی دروازے کی طرف بڑا گنبد ہے اس کے پہلو میں اذان کا چھوٹا مینارہ ہے اس کا صدر دروازہ شمال کی طرف ہے مسجد الخیف میں گنبد بنایا گیا ہے اور اس کی بڑی محراب کے اوپر قبلے کی طرف گنبد قائم کیا گیا ہے مسجد کے اکثر دروازے شمالی حصے میں ہیں "

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد میں اذان کے 2 مینارے تھے اور قبلے کی دالان کی طرف محراب پر ایک گنبد بنایا گیا تھا۔

1393ھ کے دوران سعودی ولی عہد میں مسجد الخیف ازسرنو تعمیر کی گئی تھی اس کے بازو والے دالان بڑھائے گئے وسطی دالانوں میں بھی اضافہ کیا گیا قبلے کے دالان میں 2 گنبد بنائے گئے، مسجد میں کئی مینارے اور کئی کھلے صحن تعمیر کروائے گئے۔ آج یہ بابرکت مسجد ہمارے آنکھوں کے سامنے ہے۔ مسجد کے سارے دروازے بند ہیں اور مسجد خیف کے پہلو میں ایک مسجد ہے جو غار المرسلات کہلاتی ہے کیونکہ اس میں سورہ المرسلات نازل ہوئی تھی نیز پہاڑ کے اوپر ایک مسجد ہے جسے مسجد الکبش کہا جاتا ہے۔

مسجد البیعۃ (مسجد بیعت عقبہ)

حافظ غلام مرتضی اویسی نے مسجد بیعت عقبہ کی زیارت بھی کرائی یہ مسجد منیٰ کے قریب جمرات کے پل سے اترنے والے کا رخ مسجد الحرام کی طرف ہو تو دائیں جانب یہ مسجد واقع ہے یہ جمرہ العقبہ سے 500 میٹر کے فاصلے پر اور مسجد

جبل شبیر کی ایک گھاٹی میں واقع ہے جمرات اور اس کے اردگرد کی پہاڑیاں صاف کرنے کی وجہ سے یہ سامنے نظر آنے لگے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد ابوجعفر منصور عباسی نے 144ھ/761م میں تعمیر کروائی تھی بعض کا کہنا ہے کہ اسے 244ھ 861م میں کسی اہل دل نے بنوایا تھا پھر اس کی کئی بار تجدید ہوئی اس کی آخری تعمیر سلطان عبدالمجید خان نے 1250ھ میں کرائی تھی مسجد مستطیل شکل کی ہے شرقاً غرباً اس کی لمبائی 25 میٹر ہے اور شمالاً جنوباً 15 میٹر ہے اس کا رقبہ 375 مربع میٹر ہے یہ دو برآمدوں پر مشتمل تھا ایک قبلے کی طرف جو چار مربع شکل کے ستونوں اور پانچ تکونی ڈاٹوں پر قائم ہے، دوسرا برآمدہ مسجد کے دوسری طرف تھا جواب صرف مسجد کے صحن میں اونچے چبوترے کی شکل میں باقی ہے۔

مسجد البیعۃ کا پس منظر یہ ہے کہ اس مقام پر بنائی گئی ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہاں بیعت عقبہ اولیٰ 12 نبوی میں اور بیعت عقبہ ثانیہ 13 نبوی میں منعقد ہوئی تھی، جب انصار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت لی تھی اور اس موقع پر آپ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم اپنی قوم کے ساتھ حج کے لیے آئے جن میں مشرکین مدینہ بھی شامل تھے ہم نمازیں بھی پڑھتے تھے اور دین کی سمجھ بھی رکھتے تھے ہمارے ساتھ براء بن معرور رضی اللہ عنہ بھی تھے جو عمر میں بڑے اور ہمارے سردار تھے کعب رضی اللہ عنہ آگے کہتے ہیں: ہم حج کے لیے آئے تو ہم نے ایام تشریق کے دوران میں عقبہ کی گھاٹی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کا وعدہ کیا جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیے گئے وعدہ کی رات آ گئی تو وہ اپنے پڑاؤ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لیے خفیہ طور پر نکلے حتی کہ عقبہ کے پاس گھاٹی میں جمع ہو گئے ہم 70 مرد اور دو عورتیں تھے۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

یہ اس مسجد کے قیام کا تاریخی پس منظر ہے یہاں بیعت کے لیے اجتماع تھا جو تاریخ اسلام میں ایک اہمیت کا حامل ہوا۔

چنانچہ یہ گھاٹی منیٰ میں حجاج کی آمدورفت سے ہٹ کر الگ تھلگ واقع تھی اور بیعت بھی ایامِ تشریق کے درمیان ہوئی تھی۔ بعض مورخین نے کہا کہ یہ مسجد دوسری صدی ہجری کے وسط میں بنائی گئی تا کہ اہل اسلام اس تاریخی مقام سے آگاہ رہیں۔

سیرت نگار لکھتے ہیں: انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقبہ کی رات وادی جمرہ عقبہ کے پیچھے بیعت کی کیونکہ یہ منیٰ کے قریب نشیبی جگہ ہے جو کوئی یہاں آئے وہ چھپ جاتا ہے 70 انصاریوں نے اپنی قوم کے ہمراہ حج کیا جیسا کہ اسلام سے پہلے اور اس کے بعد لوگ حج کے لیے مکہ آتے رہے ہیں، اسی طرح وہ لوگ بھی اپنی قوم کے ہمراہ حج کے لیے منیٰ آئے تھے پھر رات کو وہ بیعت کی جگہ پہنچے تھے کیونکہ یہ منیٰ کے قریب اور لوگوں سے پوشیدہ تھی۔

موجودہ مسجد عہدِ رسالت کے بعد کی تعمیر کردہ ہے

ترکوں نے یہ مساجد ان بابرکت مقامات پر تعمیر کرائیں تا کہ آنے والی نسلیں ان مقدس مقامات زیارات کر کے برکتیں حاصل کریں۔ ایسی ہی اور مساجد ہیں جہاں حجاج وزائرین حاضر ہو کر نوافل پڑھتے اور دعا مانگتے ہیں اور اپنی مرادیں پاتے ہیں یقیناً یہ امور مستحسن اور موجب برکات ہیں صاف ظاہر ہے کہ یہ اعمال خلاف شریعت نہیں ہیں۔ علماء حق نے مکہ مکرمہ اور اردگرد کی مساجد کی زیارت کے مستحب ہونے کا ذکر کیا ہے۔

حضور فیض ملت محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے سفرنامے حجاز مقدس مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بڑے دلائل سے ثابت فرمایا ہے کہ یہ متبرک مقامات اہل اسلام کی عظیم یادگاریں ہیں۔ یہ اہل اسلام کا قیمتی اثاثہ ہیں ان سے

اسلام کی تاریخ وابستہ ہے مگر نجدی ان مقدس مقامات کو رفتہ رفتہ مٹا رہے ہیں بلکہ ان کے مولوی اپنی کتب میں لکھتے ہیں

یہ تمام باتیں (یعنی ان مقامات کی زیارت کرنا نوافل پڑھنا اور دعا مانگنا) بدعات میں شامل ہیں اور شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں اور مہاجرین و انصار میں سے سابق الاولین نے اس طرح کا کوئی عمل نہیں کیا تھا نیز آئمہ علم و ہدایت ان باتوں سے منع کرتے ہیں صرف مسجد الحرام ہی وہ مسجد ہے جس میں شریعت نے نماز، دعا، طواف اور دیگر عبادات بجالانے کا حکم دیا ہے اور مکہ میں واقع اس مسجد کے سوا کسی اور مسجد کا قصد کرنا خلافِ شریعت ہے یہ درست نہیں کہ اس جگہ کوئی مسجد بنائی جائے جہاں شریعت کی خلاف ورزی ہو اگر کوئی شخص ان مساجد میں جا کر دعا یا نماز وغیرہ میں مصروف ہوتا ہے تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ عبادات مسجد الحرام میں بجالائے مسجد الحرام کے سوا کسی اور مسجد کو باعث فضیلت جان کر قصد کرنا اور وہاں عبادت کرنا بدعت ہے اور شریعت کی خلاف ورزی ہے (نجدی کتب/پمفلٹ جو حجاج وزائرین کو مفت دی جاتی ہے)

جبکہ یہ مقدس مقامات جن کی اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں سے نسبت ہوتی ہے (شعائر اللہ) کہلاتے ہیں۔ ان مقامات کو دل و جان سے پسندیدہ سمجھتے ہوئے عزت و تکریم بجالانا حصول حسنات، پرہیزگاری کا باعث اور تقاضائے امر خداوندی ''وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ o'' ہے۔ ان تاریخی مقامات کی یادگاروں کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ رکھنا ضروری ہے جبکہ نجدی وہابی اس بارے میں غلط رائے رکھتے ہیں ان کی کوشش ہوتی کہ ایسے تمام تاریخی مقامات کے نشانات کو (حرفِ غلط) کی طرح مٹانے میں بھلائی ہے۔ ایسے موقع پر ''وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ'' (اور ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے) کے ارشاد گرامی سے

https://archive.org/details/@awais_sultan

ہمیں اپنی ہمت و عزم کو استقامت دلانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے "حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رَاغِبُوْنَ o"

پرہیز کریں

بعض حجاج و زائرین ان مقدس مقامات پر خلافِ شریعت افعال کے مرتکب ہوتے ہیں، انہیں ان کے ارتکاب سے بچنا چاہیے۔

☆ ان کی دیواروں پر کچھ لکھنا۔

☆ لکھی ہوئی پرچیاں، نقدی، تصویریں یا کپڑے کے چیتھڑے مسجد کی دروازوں میں رکھنا۔

☆ فوٹو بازی کا مرض وبائی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے ان مقدس مقامات پر نوافل و دعا کے بجائے فوٹو بازی میں مصروف ہوتے ہیں جو کہ سراسر خلافِ شرع ہے۔

مکہ کے قرب و جوار میں قابلِ زیارت مقامات

یہ مقامات اگرچہ اب اپنی اصل شکل و صورت میں باقی نہیں تاہم ان کی زیارت اور وہاں پہنچ کر اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لیے دعائے خیر میں مفت کی برکات حاصل ہوتی ہیں تو ان سے محرومی کا داغ لیے آدمی کیوں پلٹے؟ بہر حال وہ مقامات یہ ہیں :

جنت المعلّٰی

یہ مکہ مکرمہ کا مشہور قبرستان ہے منیٰ کے راستے میں مسجد الحرام سے تقریباً ایک میل دور یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے علاوہ دنیا کے تمام قبرستان سے افضل ہے بعض صحابہ و تابعین اور بہت سے اولیائے کاملین و صالحین یہاں زیرِ زمین آرام فرما رہے ہیں اب اس قبرستان کے درمیان میں سڑک ہے مکہ

معظمہ کی طرف والا حصہ نیا ہے اور منیٰ کی جانب والا پرانا، حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار شریف پرانے حصے میں واقع ہے۔ تفصیل آتی ہے۔

مکانِ صدیقِ اکبر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت مرتبہ تشریف لے گئے ہجرت کے لیے اسی مکان سے غارِ ثور تک روانگی عمل میں آئی اب یہاں آپ کے نام پر مسجد ابوبکر ہے۔

غارِ مرسلات

یہ غار مسجد خیف کے قریب عرفات جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر ہے یہیں سورہ مرسلات نازل ہوئی اسی غار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں حضورِ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کا نشان ہے۔

ان مقامات کے علاوہ مکہ اور اس کے اردگرد حسبِ ذیل مقامات قابلِ زیارت ہیں:

مسجدِ حمزہ...... مسجدِ جن...... مسجدِ شجرہ...... مسجدِ خالد...... مسجدِ سوق اللیل...... مسجدِ اجابت...... مسجدِ جبلِ ابوقبیس...... مسجدِ عائشہ...... مسجدِ کوثر...... مسجدِ بلال...... مسجدِ عقبہ...... مسجدِ جعراز...... مسجدِ النحر ...... مسجدِ الکبش یا منحر ابراہیم...... مسجدِ شق القمر وغیرہ......ان میں اکثر کو ختم کر دیا گیا ہے۔

مولد النبی ﷺ پر ایک دل افروز منظر

ایک بار علامہ محمد ارشد خامر القادری مدرس جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے ہمراہ اس مقدس مکان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جہاں چودہ سو سال قبل سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آفتابِ نبوت طلوع ہوا تھا، جس کے نور سے نہ صرف اس گھر کے در و دیوار چمک اٹھے بلکہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے سامنے

https://archive.org/details/@awais_sultan

مشرق ومغرب کے تمام اطراف روشن ہوگئے۔ ہر چیز تجلیات میں نہا گئی، فضائیں صل علیٰ کے نغموں سے معمور ہوگئیں اور پوری کائنات مسرت وشادمانی سے جھوم اٹھی۔

صفا ومروہ کی طرف حرم سے باہر چند سو قدموں پر واقع یہ مقدس مکان زمانے کے کئی انقلابات دیکھ چکا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ نام نہاد مصلحین کے ہاتھوں سے ابھی تک محفوظ ہے جو دیگر کئی آثار اور متبرک مقامات کو مشق ستم بنا چکے ہیں۔ اگرچہ سعودی حکومت نے اسے لائبریری بنا دیا ہے لیکن اس کا دروازہ اکثر بند رہتا ہے۔ آج بھی دروازہ بند تھا ہم نے بھیگی آنکھوں اور لرزتے ہونٹوں کے ساتھ اس مقدس دروازے کو بوسہ دیا تو ایک عجیب دلنواز خوشبو سے روح سرشار ہوگئی۔ جی چاہتا تھا کہ وقت تھم جائے اور ہم دروازے سے لپٹے رہیں اور دل اور آنکھیں اپنی حسرت پوری کرلیں۔

ولادت

بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہبط وحی سے سلوک: مکہ معظمہ میں ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ کا چار کمروں پر مشتمل وہ مکان جس کی دہلیز نے 28 سال تک سرورِ دوعالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک چومے۔ وہ دیواریں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبسم کے انوار سے چمکتی رہیں، وہ صحن جس کی فضائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سانسوں سے مہکتی رہیں، جس مقدس مکان میں خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آنکھ کھولی، حضور کی یہ پیاری لخت جگر جس گھر میں کھیلتی اور اپنے ماں باپ کا پیار سمیٹتی رہیں۔ جس گھر کا ایک کمرہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلوتوں، عبادتوں اور مناجاتوں سے آشنا تھا، جس کے فرش میں حضور کے آنسو جذب ہوتے رہے، جہاں جبریل علیہ السلام کثرت سے وحی لاتے رہے اور جس مکان سے حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثالی رفیقہ حیات اور ہمدرد وغمگسار زوجہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اٹھا، افسوس ان نجدی وہابیوں نے کسی نسبت کو دیکھا نہ اس کی حیا کی۔

امت مسلمہ صدیوں تک اس مقدس مکان کی حفاظت اور احترام کرتی چلی آئی تھی کیا ان تمام صدیوں کے مسلمان مشرک اور بدعتی تھے؟ ہجرت کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مکان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے سپرد کردیا تھا ان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خرید کر مسجد بنا دی اور پھر ہر آنے والے مسلمان حکمران نے اس کی تجدید و تزئین کی، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت مرحومہ کی یہ امانت غصب کی صورت میں آل سعود کے بے درد حکمرانوں اور آل شیخ کے تنگ نظر انتہا پسند اور متشدد مولویوں تک پہنچی انہوں نے اس بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہبط وحی کے ساتھ جو سلوک کیا ہر محبّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل فگار اور روح بے چین وسوگوار ہے۔

بیت النبی ﷺ.....مشاہدات کی روشنی میں

☆ اس مقدس مکان کے بارے میں اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے جناب محمد صدیق تنہا اپنی کتاب زیارات مقامات مقدسہ میں لکھتے ہیں

ذرا دل تھام کر پڑھیے۔

1985ء میں دیکھا اس مقدس مکان کو جڑ سے اکھاڑ کر گڑھا بنا دیا گیا اور آس پاس جستی دیواریں لگا کر عوام کی نظروں سے اوجھل کردیا گیا۔ 1989ء میں چادریں ہٹا کر گڑھے کے گرد پختہ دیواریں چن دی گئیں اور دیوار کے ساتھ بلدیہ کے گندگی جمع کرنے والے ٹرک کھڑے کر دیئے گئے۔ شہر کی گندگی جب ان ٹرکوں میں ڈال کر بذریعہ مشین دبائی جاتی تھی تو گندہ پانی آس پاس کے ماحول میں بدبو

https://archive.org/details/@awais_sultan

پیدا کر دیتا۔ ایسے میں زیارت کی غرض سے آنے والا ہر دردمند دل تڑپ تڑپ جاتا۔ 1990ء کے موسم حج کے بعد اس مقدس مکان کی جگہ کے متصل زیرزمین لیٹرینیں بنا دی گئیں اور مکان والی جگہ کو ان لیٹرینوں کا راستہ بنا دیا گیا۔ ترک حکمرانوں نے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت اور وفا کا ثبوت دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکانوں کو لیٹرینوں میں تبدیل کر کے پیش کیا تھا جبکہ موجودہ سعودی حکمرانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے بغض اور دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے نہ صرف ان کو ختم کر دیا بلکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مکان مقدس کو ختم کر کے اس کے پاس لیٹرینیں قائم کر دیں۔

☆ ایک بار مسجد نبوی شریف میں میرے حضور قبلہ والدگرامی حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کو کسی صاحب نے کویت میں عالم اسلام کے عظیم مفکر، جید عالم دین اور محقق الشیخ یوسف السید ہاشم الرفاعی کا عربی خط دیا جو انہوں نے کچھ عرصہ پہلے علمائے نجد کے نام باون سوالات اٹھائے تھے جن میں ان کی گستاخیوں، تشدد اور انتہاپسندی سے پردہ اٹھا کر انہیں شرم اور خوف خدا دلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ 32 ویں نمبر پر وہ نجدی علماء سے کہتے ہیں۔

جب ام المومنین اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ (سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا) کا وہ مکان گرایا گیا جو وحی الٰہی کا اولین مرکز تھا تو تم اس کے گرانے پر نہ صرف خاموش رہے بلکہ اس پر خوش ہو کہ مکان گرانے کے بعد وہاں بیت الخلاء اور وضوء خانے بنا دیئے گئے اللہ تعالیٰ کا خوف کہاں گیا؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیا کہاں گئی؟

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وہ مقدس مکان جہاں شادی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منتقل ہو گئے تھے، کہاں گیا اور انتہاپسند سعودیوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا، گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے۔ مکہ معظمہ کے قبرستان

جنت المعلیٰ میں پاکباز خاتون ام المومنین کا پروقار مزار شریف جس پر ایک خوبصورت سفید گنبد بھی تھا ان ظالموں کا مشق ستم بننے سے محفوظ نہ رہ سکا۔ گنبد گرا دیا گیا مزار اقدس کی اینٹیں اور الواح اکھاڑ دی گئیں اور قبر انور کو ایک بے نام مختصر ڈھیری میں تبدیل کر دیا گیا۔ (باس خط کو دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا تھا فقیر نے بھی ماہنامہ ''فیض عالم'' بہاولپور میں بھی شائع کیا تھا)

☆ آغا عبدالکریم شورش کاشمیری اپنے مشاہدات و تاثرات پر مبنی کتاب ''شب جائے کہ من بودم'' میں حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس پر حاضری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر نگاہ کی، ام المومنین کا مزار؟ ۔۔۔ میں کانپ اٹھا۔ میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بنا ڈالے لیکن جس خاتون کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا جو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ماں تھیں، وہ ایک ویران قبر میں پڑی ہیں۔ میں اپنے تئیں ضبط نہ کر سکا، آنکھوں میں بدلیاں آ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت کے گیارہ سال تک ستایا گیا ام المومنین کو اب ستایا جا رہا ہے۔

اپنی جسارت پر مجھے حیرت ہوئی کہ میں نے اس ڈھیری (شکستہ مزار اقدس) کے سامنے کھڑا ہونے کا حوصلہ کیا۔ میں ہل گیا، ایک کپکپی طاری ہو گئی۔

اے کاش کہ مادر نہ زادے

اے کاش مجھے میری ماں نے جنم نہ دیا ہوتا۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

اُم المومنین سیدہ خدیجۃ الکبری وہ عظیم اور باوفا خاتون تھیں جنہوں نے تادم وصال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نبھایا۔ اپنا مال وزر دین کیلئے حضور صلی اللہ

https://archive.org/details/@awais_sultan

علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔ اور ہر مشکل گھڑی میں آپ کی دلجوئی کی اور حوصلہ بڑھایا حضور ہمیشہ ان کی خدمات کو اچھے لفظوں میں یاد فرماتے رہتے تھے اور ان کے رشتوں اور نسبتوں کی قدر فرماتے۔

اہل محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان والہانہ لمحات کو کبھی نہیں بھول سکتے جب غزوہ بدر کے قیدیوں کی رہائی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہار دیکھا جو انہوں نے شادی کے موقع پر اپنی بیٹی حضرت زینب کو تحفہ میں دیا تھا۔ یہ ہار آپ کی بیٹی نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے بطور فدیہ بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک سے آنسو بہہ نکلے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد نے آپ کو بے قرار کر دیا تھا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اگر تم کہو تو یہ ہار واپس کر دیا جائے اور انہوں نے بخوشی اس کی اجازت دے دی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہیں ان کی غمگسار رفیقہ حیات کے ہار نے غمناک کر دیا۔ ذرا اندازہ کیجئے ان کے مزار اور مکان کی بے حرمتی پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے دل گرفتہ ہوئے ہوں گے۔

رب العزت نے اپنے پیارے رسول کو دکھ دینے والوں کے متعلق ارشاد فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آثارِ مقدسہ وتبرکات کو مٹانے کی روش

شعائر اللہ یعنی آثار مقدسہ وتبرکات انبیاء وصلحاء کی تاریخی وشرعی حیثیت کیا ہے اور دور صحابہ سے در حاضر تک امت مسلمہ کا اس سلسلہ میں طرز عمل کیا رہا ہے۔ یہ ایک تفصیل طلب بحث ہے۔ تاہم یہاں اس مسئلہ کے دو پہلوؤں پر اختصار کے ساتھ بات ضروری ہے۔

آثار مقدسہ وتبرکات انبیاء وصلحاء کو مٹانے اور تباہ و برباد کرنے والے نجدیوں وہابیوں کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان پر مسح کرتے اور انہیں بوسہ دیتے ہیں جو کہ بدعت اور شرک ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جس سے شرک و بدعت کو فروغ ملنے کا خدشہ ہو اُسے مٹا دینا چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ کیا کسی چیز کی تعظیم کرنا اسے چھونا یا بوسہ دینا واقعی شرک ہے اور کیا دور نبوی اور دور صحابہ کرام میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ اسے بدعت بھی قرار دے دیا جائے۔ ان سوالات کا جائزہ لینے کے لئے جب ہم دورِ صحابہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام تعظیم واحترام اور بوسہ دینے کو ہرگز شرک نہیں سمجھتے تھے۔ اگر سمجھتے تو خود ان افعال کے کبھی مرتکب نہ ہوتے۔

آثارِ رسول ﷺ اور عملِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا احترام اور تعظیم کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک، موئے

https://archive.org/details/@awais_sultan

مبارک، لعاب دہن اور آپ کے وضو کے استعمال شدہ پانی کی تعظیم کے جو مناظر صحابہ کرام کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں وہ ایمان افروز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ کے نمائندے عروہ نے اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان کے ساتھی کرتے ہیں میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لعاب دہن پھینکتے تو آپ کا کوئی نہ کوئی صحابی اسے ہاتھ پر لے لیتا اور اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا، وضو کرتے تو آپ کا استعمال شدہ پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے۔

صحابہ کرام محبت اور تعظیم کی خاطر اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک اور قدمین شریفین کو بوسہ دیتے اور اسے ہرگز شرک نہ سمجھتے۔

امام بخاری نے حضرت ورزع بن عامر کی روایت بیان کرتے ہوئے ان کے الفاظ بیان کیے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ رسول اللہ ہیں

فاخذنا بیدیه و رجلیه نقبلها.(الادب المفرد)

تو ہم آپ کے مبارک ہاتھوں اور قدموں سے لپٹ گئے اور انہیں بوسہ دینے لگے۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین آئے۔ ان کی حضور سے محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ صحابہ کرام کے ان ہاتھوں کو چومنا سعادت سمجھتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مس ہوئے۔

امام بخاری روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ حضرت انس بن مالک سے پوچھا

أَمَسَسْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِكَ؟ قَالَ نَعَمْ، فَقَبَّلَهَا.

کیا آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے مس کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ چنانچہ حضرت ثابت نے ان (انس بن مالک) کے ہاتھ کو چوم لیا۔

اب رہا یہ سوال کہ کیا وہ متبرک جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو اسے چھو کر چہرے پر لگانا کیسا ہے اور کیا صحابہ کرام سے ایسا کرنے کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے صحابہ کرام کے نزدیک وہ بھی دیگر آثار کی طرح حصول برکت کا ذریعہ تھا۔ حضرت ابراہیم بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں

رأیت ابن عمر وضع یده علی مقعد النبی صلی الله علیه وسلم من المنبر ثم وضعها علی وجهه

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ انہوں نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ جگہ جہاں آپ تشریف فرما ہوتے تھے، اسے اپنے ہاتھ سے چھوا اور پھر وہ ہاتھ اپنے چہرے پر مل لیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

عن تقبیل منبر النبی صلی الله علیه وآله وسلم وقبره فلم یر به بأسا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف اور قبر انور کو چومنا کیسا ہے؟ راوی کہتے ہیں آپ نے فرمایا: اسمیں کوئی حرج نہیں (یعنی نہ تو گناہ ہے اور نہ شرک) ایک منبر شریف سے تبرک حاصل کرنے کی بات ہی نہیں صحابہ کرام حضور سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرتے، اس کی تعظیم کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے۔ معجزات کے باب میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن سے یہ

https://archive.org/details/@awais_sultan

بات بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ نفوسِ قدسیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کی دل وجان سے حفاظت کرتے تھے۔

حضرت ابومحذورہ کے سر کے سامنے حصے میں بالوں کا ایک جوڑا تھا جب وہ زمین پر بیٹھ کر اسے کھولتے تو بال زمین سے لگ جاتے۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان بالوں کو کٹوا کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا میں انہیں کٹوا نہیں سکتا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک ان بالوں کو لگا تھا۔

حضرت عبداللہ بن انیس کو حضور نے ایک عصا عطا فرمایا۔ انہوں نے پوچھا حضور آپ نے مجھے کیوں عطا فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا

آية بيني وبينك يوم القيامة

قیامت کے روز میرے اور تیرے درمیان یہ نشانی ہوگی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ پھر ان کی وصیت کے مطابق اس عصا کو قبر میں ان کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ (مسند احمد بن حنبل)

ایک صحابیہ کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ان کے گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکیزہ سے منہ مبارک لگا پانی نوش فرمایا۔ صحابیہ نے اس مشکیزہ کا وہ حصہ جہاں حضور کے لب مبارک لگے تھے حصول برکت کے لئے کاٹ کر سنبھال لیا۔ حدیث شریف کے الفاظ ہیں

فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتَغِيْ بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (سنن ابن ماجہ)

قارئین محترم! آثار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مبارک عمل۔ اس کے باوجود اگر آثار سے محبت اور تعظیم کو نجدی وہابی فرقہ شرک اور بدعت قرار دیتا ہے اور ان مقدس آثار کو مٹانا اور

ان کی توہین کرنا توحید پرستی قرار دیتا ہے تو انہیں کیا نام دیا جائے اس کا فیصلہ آپ خود فرمالیں۔ (آثار وتبرکات کے متعلق یہ چند حوالہ جات فقیر نے اپنے والد گرامی حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کی تصنیف ''البرکات فی التبرکات'' سے لئے ہیں)

https://archive.org/details/@awais_sultan

مدینہ منورہ کی طرف روانگی

۱۹/اپریل ۲۰۱۶ء بدھ کا دن ہمارے لیے خوشیوں کا سورج طلوع ہوا کہ بھائی محمد آصف پتانی نے آکر ہمارے روم میں آکر نوید سنائی کہ مدینہ منورہ کی بس تیار ہے آپ کی ۸ سیٹیں بک ہیں پھر کیا تھا ہم خوشی خوشی جلدی جلدی اپنا سامان لیکر آئے بس میں رکھا۔تھوڑی دیر بعد بس روانہ ہوئی ہم نے دعائے سفر پڑھی اور مسجد عائشہ مقام تنعیم سے ہوتے ہوئے شارع ہجرہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہیں سٹرک کی دوسری جانب ام المومنین سیدہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کا احاطہ نظر آیا ہم نے کلمات حسنات پڑھ کران کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔بس دوڑتی ہوئی بلکہ جھومتی ہوئی مدینہ منورہ کی راہوں کو چومتی ہوئی رواں دواں ہے ۔ایک بجے دن کے قریب ہم شہر خوباں میں داخل ہوئے میقات (بیئر علی) سے آگے بڑھے تو حدود حرم کا بورڈ لکھا نظر آیا۔بس تھوڑا آگے بڑھی تو مسجد نبوی شریف کے چمکتے دمکتے مینار کیا نظر آئے خوشیوں کے آثار نظر آئے۔ ڈرائیور نے ہمیں اپنے ہوٹل کے سامنے اُترنے کو کہا،محترم علامہ غلام شبیر المدنی نے ہمارے لیے فندق الجزیرہ میں دو روم کا کہا ہوا ہے ہم نے سامان رکھا اور نماز ظہر ادا کی۔

ہمارا رہائشی کمرہ

اس بار علامہ ابومصعب غلام شبیر المدنی نے ہمیں جس (فندق) ہوٹل میں رہائش دی وہ جنوبی مرکزیہ میں ہے اس کا نام الجزیزہ ہے مدینہ منورہ کا مشہور کھانا

البیک کی عمارت اس فندق کے نیچے ہے۔ہمارا کمرہ نمبر 204-A ہے۔اس کی کھڑکی سے جنت البقیع شریف کا گلستان اہل جنت کا آستان یعنی مدینہ منورہ کے جنتی قبرستان کی زیارت ہوتی ہے۔فقیر کا بیڈ کھڑکی کے قریب ہے سوتے جاگتے اہل جنت کے محلات مبارکہ کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

آیئے ذرہ مدینہ منورہ سے عقیدت ومحبت کے بارے کچھ بات کرلیں۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

اہلِ ایمان کی عقیدتوں کا مرکز مدینہ منورہ

اللہ تعالیٰ نے تاریخی آثار، نشانات، علامات اور توقیر و عقیدت کے مرکز، اسلامی ثقافت کے دارالخلافہ اور بغیر جنگی مہم محض ایمانی حرارت اور قرآنی تعلیمات کے فیضان سے فتح ہونے والے شہر مدینہ منورہ کو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کے باعث بے شمار امتیازات، خصوصیات، برکات و حسنات، الغرض جملہ کمالات اور رحمت کاملہ سے نوازا ہے۔ عشق مجاز کے حامل شخص سے پوچھئے کہ ساری دنیا میں ایسا کون ساخطہ ارضی سب سے زیادہ محبوب ہے؟ تو وہ بلا تامل کہے گا کہ جس میں میرا محبوب رہتا ہے۔ بلاتمثیل اگر عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں کے نور، دل کے سرور، مرکز عشق، بھلائیوں کے معدن، نیکیوں کے منبع اور کعبہ کا کعبہ یعنی روضہ اقدس واطہر کے حامل شہر مدینہ منورہ سے بے انتہا محبت کرے اور اعلان کرے کہ مجھے مدینہ منورہ کی گلیاں جنت کی گلیوں سے زیادہ محبوب ہیں تو کیا تعجب ہے؟ اس شہر معطر و معنبر میں وہ عظیم ہستی تشریف فرما ہے، جو نہ صرف کائنات کی محبوب ہے بلکہ محبوب رب کائنات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حبیب داور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار فیض آثار جس شہر مقدس میں واقع ہے، وہ دنیائے اسلام کا سب سے پیارا، بابرکت اور مقدس شہر ہے اور یہاں ہوا کے جھونکے بھی باادب اور خاموش گزرتے ہیں۔

رشک بہار باغ جنت مدینہ منورہ سے قلبی وابستگی ہر دور کے مسلمانوں بالخصوص برگزیدہ ہستیوں کا وطیرہ رہا ہے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ

اللهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتي في بلد رسولك

اے اللہ! اپنی راہ میں مجھے شہادت عطا فرما اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں موت وحیات عطا فرما۔ (بخاری شریف)

☆ فقہ کے مشہور امام حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں مدینہ منورہ کے لئے اتنی محبت تھی کہ شہر مدینہ کریم سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتے تھے، محض اس اندیشہ سے کہ ایسا نہ ہو کہ اس شہر کریم سے باہر جاؤں اور وہاں میری موت واقع ہو جائے اور میں مدینہ پاک کے غبار، مٹی پاک اور قبر انور کی سعادت سے محروم ہو جاؤں۔ چنانچہ سوائے فرض حج کے کوئی اور حج ادا نہیں کیا۔ آپ نے پوری زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر کی اور وہیں آسودہ خاک ہو کر سعادت ابدی حاصل کی۔

(جذب القلوب)

عاشقانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انوار و تجلیات، الطاف و عنایات الٰہیہ کا مرکز یعنی مدینہ منورہ تمام اماکن واوطان اور شہروں سے عمدہ و بہتر ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ خالق کونین نے خود اس شہر کو طیب فرمایا ہے اور اس لفظ کا اطلاق عمدہ و بہترین کے معانی پر ہوتا ہے (بحوالہ مسلم شریف) یہ وہ شہر معظم ہے، جس کے ذروں سے خورشید ابھرتے ہیں۔ بارگاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت کے باوصف مدینہ منورہ میں رب کائنات کے انوار اور اس کی رحمتوں کی بارش شب وروز، ہر سمت، ہر آن اور ہر لحظہ برستی رہتی ہے، جس کی بدولت یومیہ کئی عاصی اپنے گناہوں سے نجات پاتے ہیں، کئی سیاہ کار اور گنہگار لوگوں کا مقدر آن واحد میں چمک جاتا ہے اور وہ عابد و صالح اور متقی بن جاتے ہیں۔ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ ہر شخص کو اس کے گناہوں کو دور کرنے میں ایسا ہی مدد

https://archive.org/details/@awais_sultan

دیتا ہے، جیسے بھٹی چاندی کو صاف شفاف کرتی ہے۔ (بخاری شریف) ایک اور روایت میں ہے کہ یہ شہر طیبہ ہے، یہ گناہوں کو ایسے ہی دھو ڈالتا ہے، جیسے آگ سونا اور چاندی میں سے کھوٹ ختم کر دیتی ہے۔ (بخاری شریف)

جو شخص حسن نیت، خلوص دل، ظاہری و باطنی ادب و احترام اور تعظیم و تکریم بجالاتے ہوئے انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ اس شہر مقدس کی زیارت کرتا ہے تو بروز محشر رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا وہ مستحق بن جاتا ہے۔
(شعب الایمان، سنن دار قطنی)

صاحب ایمان اس شہر مقدس کا احترام کیوں نہ کریں، جب کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو محترم اور حرمت والا قرار دیا تھا اور میں مدینہ کو محترم اور حرمت والا قرار دیتا ہوں۔
(مسلم شریف)

اس شہر مقدس کی حفاظت کی ذمہ داری رب کائنات نے ایسی مخلوق کے حوالے کیا ہے، جو کسی لحہ رب کی نافرمانی نہیں کرتی، یعنی مدینہ منورہ کی نگہبانی کا فریضہ خالق کائنات نے فرشتوں کے سپرد فرمایا ہے۔ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مدینہ طیبہ کی تمام گھاٹیوں اور راستوں پر دو دو فرشتے حفاظت کے لئے مامور ہیں
(مسلم شریف)

یہی وجہ ہے کہ اس شہر مقدس میں نہ ہی طاعون داخل ہوگا اور نہ ہی دجال، جس کے خوف سے ساری دنیا دہل جائے گی۔ (متفق علیہ)

اسی ارض مقدس میں وہ مسجد بھی ہے، جو ایمانی و روحانی منافع و فوائد کا مرکز ہے، جس میں ایک نماز کی ادائیگی کا ثواب مکہ مکرمہ نماز سے دوگنا ہے اور جو شخص مسجد نبوی میں متواتر چالیس نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس

نمازی کو عذاب سے برائت، جہنم سے نجات اور اس کے دل کو نفاق سے پاک کر دیتا ہے (مسند احمد بن حنبل، وفاء الوفا) اسی مسجد نبوی میں ایک جگہ ایسی بھی ہے، جس کے بارے میں رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اسی شہر عظیم مدینہ منورہ میں وہ مسجد بھی واقع ہے، جس کی تاسیس و بنیاد خالصتاً تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی پر رکھی گئی، جسے مسجد قباء کہا جاتا ہے۔ اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب ایک عمرہ ادا کرنے کے برابر ہے۔
(ترمذی و ابن ماجہ)

مدینہ منورہ وہ مقدس مقام ہے، جہاں قربِ قیامت میں ایمان اس طرح لوٹ آئے گا، جیسے سانپ اپنے بل کی طرف واپس لوٹ آتا ہے (بخاری و مسلم)
یہ آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان تھا کہ دنیا نے دشمن جاں اقوام کو مدینہ طیبہ میں باہم شیر و شکر ہوتے دیکھا۔

مدینہ طیبہ دار الشفاء ہے

حبیب داور علیہ السلام کی قدم بوسی کے بعد اس مقدس زمین اور اس کی مٹی بیمار انسانیت کے لئے اکسیر بن گئی۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مرقع ہر خوبی و زیبائی صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے لئے فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی بیمار کو شفا دیتی ہے۔
(اخرجہ بخاری)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ کا غبار کوڑھ کی بیماری کے لئے شفاء ہے (زرقانی) علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ مدینہ منورہ کا غبار بالعموم تمام روحانی اور جسمانی امراض اور بالخصوص جذام اور برص کے لئے باعث شفاء ہے۔ (مواہب لدنیہ)

https://archive.org/details/@awais_sultan

حاضری مدینہ منورہ کے آداب

بیت اللہ شریف کی زیارت اور حج کے مقدس فریضہ کی بجا آوری کے بعد عشاق اپنے اگلے سفر یعنی مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں، اور اس دربار کی حاضری کے لئے مچلتے جذبات، دھڑکتے دلوں اور برستی آنکھوں کے ساتھ کشاں کشاں اپنے آقا و مولا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بصد ادب واحترام حاضر ہوتے ہیں۔ یہی عشاق کے دلوں کا حج ہوتا ہے۔ کیا خوب فرمایا عاشقوں کے امام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے ، کعبے کا کعبہ دیکھو

بارگاہِ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی فضیلت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں درج ذیل ہے

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ۔

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جس شخص نے خلوصِ نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہو کر میری زیارت کا شرف حاصل کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

(بیہقی، شعب الایمان)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:) میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اور کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ (طیالسی)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (سنن دار قطنی)

مواجہہ اقدس پر حاضری کے آداب

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کے آداب یہ ہیں:

جب شہرِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخلہ کا وقت آئے تو اپنے سامان وغیرہ اپنے رہائش گاہ پر رکھ کر زائر مدینہ چاہیے کہ اچھی طرح غسل کرے ورنہ وضو کرے، اچھی سے اچھی پوشاک پہنے، خوشبو لگائے مسجد نبوی شریف میں آکر ریاض الجنہ میں اگر جگہ مل جائے ورنہ جہاں جگہ ملے نوافل شکرانہ ادا کرے، توبہ کی تجدید کرے اور سر نیاز جھکائے ، عجز وانکساری کی تصویر بن کر شہنشاہ کونین والی دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار اقدس میں حاضری کی سعادت حاصل کرے۔

نجدی مطوعے ادب کے جانے والے عشاق کو خواہ مخواہ تنگ کرتے ہیں کیونکہ نجدی شریعت میں بے ادبی ہی دین ہے۔ جبکہ ان کے بڑوں نے اپنی کتب میں مواجہہ اقدس پر حاضری آداب لکھے۔ ابن قیم الجوزیہ نے اپنے شہرہ آفاق القصیدۃ النونیۃ میں زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب بیان کیے ہیں

https://archive.org/details/@awais_sultan

ملاحظہ کریں۔

☆ جب ہم مسجد نبوی میں حاضر ہوں تو سب سے پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کریں۔

☆ پھر باطناً و ظاہراً انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر قبر انور کے پاس کھڑے ہوں۔

☆ یہ احساس دل میں جاگزیں رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں سماعت بھی فرماتے ہیں اور کلام بھی فرماتے ہیں، پس وہاں کھڑے ہونے والوں کا سر ادباً و تعظیماً جھکا رہے۔

☆ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یوں کھڑے ہوں کہ رعبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاؤں تھر تھر کانپ رہے ہوں اور آنکھیں بارگاہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گریہ مسلسل کا نذرانہ پیش کرتی رہیں اور وہ طویل زمانوں کی مسافت طے کر کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کھو جائیں۔

☆ پھر مسلمان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ادب و وقار کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرتے ہوئے آئے جیسا کہ صاحبانِ ایمان و صاحبانِ علم کا شیوہ ہے۔

☆ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے قریب آواز بھی بلند نہ کرے، خبردار اور نہ ہی سجدہ ریز ہو۔

☆ یہی زیارت افضل اعمال میں سے ہے اور روزِ حشر اسے میزانِ حسنات میں رکھا جائے گا۔ (ابن قیم، القصیدۃ النونیۃ)

اپنے کی تو مانو!

ابن قیم نے جو آداب لکھے ہیں نجدی مطوعوں کو چاہیے کہ اس کے مطابق تو

زائرین کو مواجہہ اقدس کے سامنے کھڑے ہونے دیں۔

زائر! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے لئے، اپنے والدین، پیرومرشد، اساتذہ، اولاد، اعزا و اقرباء، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت طلب کریں، اور بار بار عرض کریں۔

اسئلك الشفاعة یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیك و آله وسلم

پھر اگر کسی نے بارگاہ رسالت مآب میں سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو تو شرعاً اس کی طرف سے سلام پہنچانا لازم ہے۔

مواجہہ اقدس کے سامنے جہاں سلام عرض کیا جاتا ہے

یہ بات تو سب کے علم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس حجرہ میں آرام فرما رہے ہیں یہ آپ زوجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا گھر مبارک ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال مبارک سے قبل ان کے ساتھ رہا کرتے تھے اور اس حجرہ کے اطراف میں آپکی دیگر ازواج مطہرات کے حجرے بھی تھے۔ اس وقت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا (جو خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی بھی ہیں) کے حجرے کے سامنے ایک تنگ گلی تھی اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور زوجہ سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا (جو خلیفہ دوم سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی ہیں) کا حجرہ تھا گویا یہ دونوں حجرے بہت ہی قریب تھے وصال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرہ مبارک میں ہمیشہ کے لیے آرام فرما ہوئے اور یوں یہ حجرہ قیامت تک کے لیے امر ہو گیا لیکن بی بی سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حجرہ مبارک بھی اس لحاظ سے تاریخی حیثیت اختیار کر گیا کہ انشاءاللہ تعالیٰ قیامت تک اس مقام پر کھڑے ہو کر عشاقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ادب سے سر نیاز جھکائے درود اور سلام کے نذرانے سے فضاؤں کو معطر کرتے رہیں گے لیکن افسوس صد افسوس کم عقلوں پر جو

https://archive.org/details/@awais_sultan

مواجہہ اقدس (بی بی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کی جگہ) کھڑے ہو کر اپنے دامن مراد سے پُر کرنے کے بجائے آج کل تصاویر بنواتے نظر آتے ہیں۔ یہ بہت ہی اہم ترین مقام ہے یہاں انبیاء کرام اولیاء عظام سر نیاز جھکائے حاضر ہو کر سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرتے ہیں یہاں فوٹو بازی کی حرکت سے باز رہیں۔خبردار ..... کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا سفر بے کار ہو جائے۔

حجرہ اقدس کے دروازے

خوش نصیب زائرین کرام!

قدمین شریفین میں جو دروازہ آپ کو دیکھائی دیتا ہے اسے باب فاطمہ کہا جاتا ہے اس پر قصیدہ بردہ شریف کا ایک شعر لکھا واضح دیکھائی دے رہا ہے۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

جس حجرۂ اقدس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اس عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔مقصورہ شریف کے چار دروازے ہیں ایک قبلہ کی جانب ہے جس کا نام باب توبہ ہے اس پر چاندی کی ایک تختی لگی ہوئی ہے جس پر اس کی بنانے کی تاریخ 1026 ہجری لکھی ہوئی ہے اور یہ سلطان احمد اول عثمانی کی طرف سے ہدیہ آیا تھا۔دوسرا دروازہ مغرب میں ہے جسے باب الوفود کہتے ہیں اس لیے کہ وہ اسطوانہ وفود کے متصل ہے۔تیسرا دروازہ مشرق میں ہے اسے باب فاطمہ کہتے ہیں اس لیے کے وہ خاتون جنت سیدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے قریب ہے۔یہ تینوں دروازے 228 ہجری سے اب تک چلے آرہے ہیں۔ چوتھا دروازہ باب التہجد ہے اس لیے کہ وہ مصلیٰ تہجد کے قریب

ہے یہ شمالی دروازہ ہے جو 729 ہجری میں بنایا گیا جبکہ شمالی جانب دو دالانوں کی تعمیر کی گی۔مشرقی دروازہ (باب فاطمہ) اس وقت کھولا جاتا ہے جبکہ کوئی خصوصی شاہی مہمان آئے یا سرکاری وفود کی حاضری ہو یہ لوگ اگرچہ مقصورہ شریف میں داخل تو ہو جاتے ہیں لیکن مخمس دیوار (پانچ کونی) جو حجرہ عائشہ کے گرد ہے کے اندر نہیں جاتے چونکہ اس کے اندر جانے کا کوئی دروازہ ہی نہیں۔علامہ سخاوی نے واضح طور پر لکھا ہے مخمس دیوار پر جو پردہ لٹکا ہوا ہے اس کے اندر کی خبر تو آغوات کو بھی نہیں جو خدام خاص ہیں کیونکہ اس مخمس دیوار و عمارت کا نہ کوئی دروازہ نہ کوئی کھڑکی اور نہ کوئی روشن دان ماسوائے ایک سوراخ کے جو حجرہ شریفہ کے اوپر سے ہے۔

زہے نصیب

الحمد للہ فقیر آجکل مدینہ منورہ کی فضاؤں میں سانس لے کر جسمانی و روحانی صحت حاصل کر رہا ہے گذشتہ کئی دنوں سے یہاں کا موسم سہانا ہے۔آسمان پر بادل چھائے رہتے ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں جسم و روح کو تازگی بخشتے ہوئے ہیں خوشیوں کے میلے ہیں ہر طرف عشاق کے ریلے ہیں۔آج (25 اپریل 2016) شب پیر شریف ہے رات کے پونے دو بجے ہیں فقیر باب السلام کی طرف ہے۔ خوشیاں ہی خوشیاں سچ ہے کہ

راتیں بھی مدینے کی باتیں بھی مدینے۔

حضرت سید الشہداء کی بارگاہ حاضری

۲۱ رجب المرجب کو شب ۱۲ بجے محترم محمد یاسین بھائی حضرت سید الشہداء امیر طیبہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کا سبب بنے فقیر اپنے اہل خانہ سمیت قدموں کی طرف سے حاضر ہو دعائیں کی۔التجائیں کی کریم ابن الکریم لجپال کے

https://archive.org/details/@awais_sultan

در پر جھولیاں بچھا کے بھیک مانگنے کا کیا لطف آیا یہ کریموں اور فقیروں کا معاملہ ہے بس

جھولی ہی میری تنگ تھی کیا مانگتا ان سے
جھولی میری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ

جبل احد پر امیر طیبہ کی بارگاہ میں جنت کی مہکتی خوشبو

آج ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ شب پیر شریف ایک بار پھر تقریباً رات کے ایک بجے امیر طیبہ اسد اللہ اسد الرسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، کے دربار میں حاضر ہوئے یوں تو ہر لمحہ اس سخی دربار پر سخاوت کا دریا موج میں رہتا ہے مگر رات کو حاضر ہونے والے زائرین کچھ نرالی راحت اور چاشنی محسوس کرتے ہیں فقیر کو کوشش ہوتی ہے کہ رات حاضری دی جائے مگر جب بھی جائیں وہاں ایک خاص قسم کی بھینی سہانی خوشبو دل و دماغ کو معطر کرتی ہے فقیر کو بیسیوں مرتبہ حاضری سعادت حاصل ہوئی یہاں یہ خاص مہک ہمیشہ ہی پائی دراصل یہ جنت کی خوشبو ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت انس راوی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر شفقت جبلِ اُحد پر پڑی تو آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طَلَعَ لَہٗ اُحُدٌ فَقَالَ ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب احد یحبنا ونحبہ)

یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور فرمایا یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔ جبلِ اُحد کے بارے میں ایک اور حدیث جو کتابوں میں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوہِ اُحد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا جب تم اس کے پاس سے گزرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھالیا کرو اگر کچھ بھی نہ ملے تو وہاں صحرا کی گھاس ہی چبالیا کرو۔

غزوہ احد کے موقعہ صحابہ کرام نے میدان جاتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں یہاں جنت کی خوشبو آرہی ہے چنانچہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ (جو خاندان نجار کے رئیس تھے) غزوہ احد (شوال المکرم ۳ھ) کے موقعہ پر وہ کفار کی صفوں میں گھس گئے، بار بار کہہ رہے تھے واہ! واہ! مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے، نضر کے پروردگار کی قسم! میں جبل احد کی طرف سے جنت کی خوشبو محسوس کررہا ہوں۔ بڑی جرات سے مصروف پیکار رہے یہاں تک کہ جام شہادت نوش کیا، حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نیزوں، تیروں اور تلواروں کے اَسی سے زیادہ زخم انکے جسم پر لگے ہوئے تھے۔ مشرکین نے انکی لاش کا مثلہ کردیا کہ وہ پہچانی نہیں جاتی تھی۔ انکی ہمشیرہ نے ایک انگلی کے پورے یا ایک تل کے نشان سے انکو بمشکل پہچانا۔ (بخاری، ج۲ کتاب المغازی)

آج بھی وہاں عجیب قسم کی خوشبو اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ اس جنتی پہاڑ سے جنت کی خوشبو کی مہک نصیب فرمائے۔

غار سجدہ اور مسجد نبی حرام کی زیارت ہوئی

۲۲ رجب المرجب شب جمعہ محترم محمد عباس اویسی جدہ سے اپنے بڑی گاڑی لائے ہیں ہمیں جبل سلع کی طرف جانا ہوا وہاں حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے محلہ بنی حرام کی زیارت کی۔ غزوہ خندق کے موقعہ پر انہوں نے اپنے گھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت پیش کی چند احباب کے لیے لنگر کا اہتمام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کو دعوت دے دی اور سالن اور آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو ہزاروں کا لشکر سیراب ہوگیا۔ (تفصیلات سیرت کی کتب میں دیکھی جاسکتی ہے)

آج کل ان کے گھر کی جگہ مسجد بنی حرام بنی ہوئی ہے۔

جبکہ شب ایک بجے جبل احد کے دامن میں مع اہل و عیال حضور سید الشہداء

https://archive.org/details/@awais_sultan

امیر طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری ہوئی۔

☆۲۲ر رجب المرجب ۲۹ر اپریل جمعۃ المبارک کو مدینہ منورہ میں خوب بارش ہے۔

محفل معراج شریف

☆۲۳ر رجب شریف (30-4-016) شب ہفتہ بابا زیارات علامہ غلام احمد قادری کے توسط سے ایک محفل میں جانا ہوا کراچی کے محمد سعید صابری عمرہ گروپ لیکر آئے ہیں سب کے باہمی مشورہ سے آج محفل معراج شریف کا پروگرام ہے فقیر، حضرت قاری محمد صدیق نقشبندی (مکہ مکرمہ) کے ہمراہ حرم نبوی کے گیٹ نمبر 17 پر حاضر ہوا صابری صاحب ہمارے منتظر ہیں ہم ان کے فندق میں حاضر ہوئے تلاوت ونعت شریف کے بعد فقیر نے معراج شریف کے حوالے سے مختصر بیان کیا صلوٰۃ وسلام دعا کے بعد تبرک تقسیم ہوا اور اپنے فندق آئے یہاں بھی محفل شریف ہے مگر ہم اختتام میں آن پہنچے۔

بابا زیارات کے گھر

☆۲۴ر رجب المرجب کو بابا زیارات علامہ غلام احمد قادری کے ہاں دعوت ہے ان کا بیٹا محمد نعمان بڑی گاڑی لیکر آیا جس میں ہم سب اہل خانہ آ گئے۔ ان کا گھر حرہ شرقیہ میں (اشارہ عبدالعزیز کی طرف) ہے ماشاءاللہ وسیع گھر ہے ہمارے جاتے ہی انہوں نے لنگر کے لیے صفرہ (دسترخوان) سجا دیا گھر میں سادہ مگر لذیذ کھانے تیار کرائے جن کے لیے ہم کافی دنوں سے ترس رہے تھے۔ دوران لنگر انہوں نے میرے حضور قبلہ والدگرامی حضرت فیض ملت محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے پاس مدرسہ اویسیہ منبع الفیوض حامد آباد رحیم یار خان میں اپنے تعلیمی دور کے یادگار واقعات سنا کر فقیر کی خوبصورت یادوں میں اضافہ کیا۔

ان کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ہوں

علامہ قادری نے بتایا کہ میری عمر تقریباً 11 یا 12 سال تھی کہ میں حامد آباد پڑھنے گیا حضرت مفتی محمد صالح اویسی علیہ الرحمہ میرے ہم سبق تھے۔ حضرت استاد صاحب (حضور فیض ملت) کا تربیت کا انداز بہت عمدہ تھا طلباء کو نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد واشراق کی پابندی اور ہر ماہ ایام بیض (۱۳ تا ۱۵) کے روزے رکھواتے تھے البتہ مجھ جیسے چھوٹی عمر کے طلباء روزے اگر رضا وخوشی رکھتے تو ٹھیک ورنہ سختی نہ تھی۔

☆ایک بار قبلہ استاذ یم صاحب پکالاڑاں کسی پروگرام کے سلسلہ میں تشریف لے گئے جاتے وقت فرمایا تم طلباء میں سائیکل کون چلا سکتا ہے؟ میں نے سائیکل چلانے کے شوق میں کہہ دیا کہ "میں" فرمایا شام کو سائیکل لیکر فلاں بستی میں آ جانا میں وقت مقررہ پر وہاں پہنچا آپ پروگرام سے فارغ ہو چکے تھے۔ فرمایا چلو میں عرض حضور میں اکیلا تو سائیکل چلا سکتا ہوں مگر سواری نہیں اُٹھا سکتا؟ آپ خفاء ہوئے فرمایا اس وقت بتایا ہوتا میں چپ ہو گیا آپ کسی عقیدتمند کے ساتھ سائیکل پر سوار ہو کر چل دیئے مجھے فرمایا یہ میرا تھیلا ہے لیکر مدرسے آؤ! میں چل پڑا دوران سفر ایک جگہ بیٹھا کہ دل میں خیال آیا کہ استاد صاحب کے بیگ میں کیا ہے؟ کھولا تو چند کتب وکاغذ وغیرہ کے ساتھ 50 روپے کا نوٹ بھی ملا شیطانی وسوسہ ہوا کہ اسے اٹھا لوں ....ابھی اٹھا کے اپنی جیب میں ڈالنے والا ہی تھا کہ پیچھے سے میرے سر پر ایک تھپڑ رسید ہوا قبلہ استاد صاحب (فیض ملت) نے فرمایا خیانت رچوری بہت ہی بری عادت ہے میں نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا..... حیرت زدہ ہو کہ استاد صاحب تو سائیکل پر جا چکے تھپڑ کیسا؟؟؟ آواز تو ہو بہو استاذ صاحب کی تھی؟؟ مگر دیکھا تو کچھ بھی نہیں؟؟ یہ کیا ماجراء ہے؟؟ حیران بھی تو اپنے فعل نادم بھی۔۔ بس میں جلدی جلدی مدرسے (حامد آباد) آیا استاد صاحب (حضور فیض

https://archive.org/details/@awais_sultan

ملت) درخت کے نیچے تشریف فرما تھے میں جونہی حضرت کے سامنے آیا تو آپ دیکھ کر مسکرا دیئے فرمایا بیگ میرے کمرے رکھ دو......قادری صاحب کہنے لگے میں آج تک حیران ہوں قبلہ استاد صاحب کا روحانی مقام کتنا بلند تھا کہ مجھ جیسے چھوٹے تلمیذ پر بھی آپ کی نظر رہتی تھی اور تربیت فرماتے رہتے تھے یہ ان کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ہوں ۔یہ بات سناتے ہوئے ان کی آواز بھر آئی اور کہنے لگے ایسے باکمال اساتذہ اب ملنے کے نہیں نایاب ہیں وہ.........کہنے لگے حضرت برس ہا برس مدینہ منورہ کی حاضری نوازے جاتے رہے ہر سال رمضان المبارک آخری عشرہ اعتکاف کی سعادت بہرہ مند ہوتے رہے ۔مجھ پر ان کی شفقت رہی۔کئی بار علماء مشائخ کرام کے قافلے کے ساتھ جب مدینہ منورہ آتے مجھے یاد کرتے میں حاضر ہوتا مقامات مقدسہ زیارات کے لیے میں گاڑی کا انتظام کرتا اور مقامات کی نشاندہی کرتا بہت خوش ہوتے ۔قادری صاحب کہنے لگے چونکہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ تواریخ مدینہ طیبہ کی مدد سے مقامات مقدسہ کے تلاش کرنے میں نے کافی محنت کی ہے مدینہ پاک کی گلیوں اردگرد آبادیوں میں خوب گھومتا رہا ہوں اس لیے جن مقامات کی زیارت کراتا اس کی تاریخی حیثیت بیان کرتا اس لیے علماء کرام میرے ساتھ زیارات پر جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔مدینہ پاک میں رات کافی بیت چکی تھی پھر قادری صاحب نے باتیں بھی مدینے کی اور راتیں بھی مدینے کی..........شروع کر دیں وقت گذرنے کا احساس تک نہ ہوا۔آخر ہم نے واپس فندق جانے کا عندیہ ظاہر کیا قادری صاحب اپنے بیٹے محمد نعمان کو گاڑی تیار کرنے کو کہا ہم سوار ہوئے اور سیدھے جبل احد شریف کے دامن میں حضور سید الشہداء سیدنا حمزہ امیر طیبہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہوئے حرم نبوی شریف آ گئے۔

شب معراج مدینہ منورہ میں

ہم فقیروں کے لیے سعادت کی معراج ہے کہ آج شب معراج (۱۴۳۶ھ) مدینہ منورہ کی پرکیف فضاؤں میں ہیں۔یوں طیبہ میں ہر شب...شب معراج ہے مگر آج تو معراج مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رات ہے۔باب جبریل کے سامنے عشاق کے قافلے ٹھہرے ہوئے ہیں۔شب اسراء کے دولہا سے خیرات لینے انبیاء کرام صف بہ صف باادب کھڑے ہیں حضرت جبریل امین علیہ السلام لاکھوں ملائکہ کے ہمراہ عرب کے تاجور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیغام خداوندی لیکر حاضر ہیں۔ہم بھکاری بھی باب مکہ کے ایک کونے میں پڑے ہیں ہمیں مانگنے کا ڈھنگ ہی نہیں مگر یہاں معاملہ یہ ہے۔

جھولیاں سب کی بھرتی جاتی ہیں...... پر دینے والا نظر نہیں آتا

بعد صلوٰۃ العشاء حضرت سید حسن شاہ المدنی کی معرفت مرکزیہ کے ایک 5 سٹار (فندق) ہوٹل میں محفل معراج سجائی گئی ہے اس محفل کے بانی انڈیا کے سید توفیق شاہ صاحب ہیں جو ماشاء اللہ نعت گو شاعر ہیں۔تلاوت ونعت شریف کے ساتھ محفل کا آغاز ہوا فقیر نے موقعہ کی مناسبت سے سورۃ والنجم شریف کی آیات کا ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ مدینہ منورہ میں حاضری کے آداب عرض کئے۔ حضرت علامہ پروفیسر سید محمد علم الدین شاہ (خواجہ آباد شریف میانوالی) اور حضرت سید حسن شاہ صاحب المدنی نے بہت ہی خوبصورت تفصیلی بیان فرمایا۔آخر میں بانی محفل سید صاحب نے بہت ہی وجدانی انداز میں درود وسلام پڑھا دعا کے بعد لنگر کا انتظام تھا۔

ہم حکیم محمد شوکت صاحب کے ہمراہ حاجی محمد سرور اویسی، محمد صالح اویسی رات ایک بجے کے بعد امیر طیبہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں دامن پھیلائے حاضر ہوئے شب معراج خیرات مانگنے کا جو لطف آیا وہ لفظوں کیسے بیان

https://archive.org/details/@awais_sultan

ہو۔

حضرت حافظ غلام محمد صاحب ملے

ٹھٹھ کے عظیم روحانی پیشواء حضرت قبلہ سائیں حافظ غلام محمد صاحب اپنے قافلے سمیت درگاہ حضرت امیر حمزہ ؓ پر بھیک مانگتے ملے فقیر نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا تو پہچان کر گلے ملے اور سارا قافلے والوں میرے حضور سیدی والدی گرامی نوراللہ مرقدہٗ کا تعارف بہت ہی خوبصورت اور بھلے انداز سے کرایا اور موقف تک ان کے ساتھ وابستہ یادیں سناتے رہے۔

محفل سجائی

☆۲۹ر رجب المرجب شب جمعۃ المبارک محترم حاجی شیخ محمد سرور اویسی (گوجرنوالہ) اور فقیر نے اپنے حضرات والدین مرحومین کے ایصال الثواب کے لیے محترم بھائی یٰسین صاحب کے توسط محفل معراج النبی کا انتظام کیا۔

فقیر نے شب معراج حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین اقدس کو بوسہ دے کر بیدار کرنے کا واقعہ عرض کیا جبکہ علامہ پروفیسر سید محمد علم الدین شاہ (خواجہ آباد شریف میانوالی) اور حضرت سید حسن شاہ صاحب نے بھی خطابات فرمائے۔ آخر میں درود وسلام کے بعد لنگر نبویہ قادریہ کا وسیع اہتمام تھا۔

فوٹو بازی رتصاویر کی شرعی حیثیت

☆ آج شب ہفتہ ۳۰ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ، 8 مئی کو رات ۲ بجے حسب معمول محترم محمد کاشف (سیالکوٹ) سحری کے لیے پرتکلف لنگر لے کر آئے صحن حرم نبوی میں گنبد خضریٰ شریف پر نظریں جمائے سحری کر رہے تھے کہ فوٹو رتصویر کے حوالے سے بات چل پڑی کہ حرمین شریفین میں جسے دیکھو وہ ہاتھ میں کیمرہ، موبائل لئے مختلف انداز اپنائے تصاویر بنانے میں مست ہے۔ نہ طواف کعبہ کا لحاظ ہے نہ مواجہہ اقدس پر سلام پیش کرتے وقت آداب کو ملحوظ رکھا جاتا ہے جس طرف دیکھو! تصاویر کا بازار گرم ہے مطوعوں بھی اپنے منہ اُٹھا کھڑے دیکھتے رہتے ہیں انہیں بس یہی کام ہے کہ روضہ اقدس کی طرف منہ نہ کرو مواجہہ اقدس کے سامنے ادب سے ہاتھ باندھنے والوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں کوئی خوش بخت اگر دعاؤں کے مستجابات ہونے کے قبلہ وکعبہ یعنی سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بابا کعبہ کے بھی کعبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو مطوع ہانپتے کانپتے شرک شرک کا ورد کرتے اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں جبکہ دوسری طرف فوٹو بنانے والے خوب مستیاں کر رہے ہیں مجال ہے کہ انہیں روکیں۔ فقیر سحری کے صفرے پر تصاویر کی ممانعت ومذمت میں چند باتیں کیں باقی مضمون اپنے فندق جارالحبیب میں آکر مکمل کیا۔

یہ مضمون فقیر نے اپنے قبلہ والد گرامی حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کی تصانیف سے

https://archive.org/details/@awais_sultan

لیا ہے۔

تصویر کشی اللہ رب العالمین نے حرام کر رکھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حدیث نمبر 1

اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق جیسی تخلیق کرنا چاہتا ہے یہ کوئی دانہ یا ذرہ بنا کر دکھائیں۔

حدیث نمبر 2

بے شک قیامت کے دن شدید عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ)

حدیث نمبر 3

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق کی نقل کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری)

مندرجہ بالا احادیث اور دیگر بہت سے دلائل تصویر کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر امت کا اتفاق ہے اور جو اختلاف ہے وہ اس بات میں واقع ہوا ہے کہ تصویر بنانے کے جدید ذرائع فوٹو گرافی، مووی میکنگ وغیرہ کیا حکم رکھتی ہے؟

محترم محمد کاشف کے ساتھی نے کہا بعض اہل علم اسے عکس کہتے ہیں تو کیا عکس کی اجازت ہے؟

حضور فیض ملت علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف 'اسود التعزیر' میں لکھا ہے کہ

تصاویر کے متعلق اہل علم کی مختلف آراء ہیں بعض کا موقف یہ ہے کہ یہ تصاویر نہیں ہیں بلکہ یہ عکس ہے اور عکس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے لہٰذا فوٹو گرافی اور

مووی بنانا جائز اور مشروع عمل ہے۔

جبکہ اہل علم کا دوسرا گروہ اسے بھی تصویر ہی سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تصویر کی **جدید شکل** ہے چونکہ تصویر کی حرمت میں کوئی شبہ نہیں ہے لہٰذا فوٹو گرافی اور ویڈیو **ناجائز** اور حرام ہے۔

اہل علم کا تیسرا گروہ یہ رائے رکھتا ہے کہ یہ تصویر ہی ہے لیکن بامر مجبوری ہم **دین** کی دین اسلام کی ترویج واشاعت کی غرض سے ویڈیو کو استعمال کر سکتے ہیں۔

یہ رائے اکثر اہل علم کی ہے جن میں عرب وعجم کے بہت سے علماء شامل ہیں۔

یعنی اس تیسری رائے کے حاملین نے ویڈیو کو اصلاً مباح اور حلال قرار نہیں **دیا** ہے لیکن دینی اصول ''اضطرار'' کو ملحوظ رکھ کر قاعدہ فقہیہ ''**الضرورات تبیح المحظورات**'' (ضرورتیں ناجائز کاموں کو جائز بنا دیتی ہیں) پر عمل پیرا ہوتے ہوئے الیکٹرانک میڈیا کے اس تیز ترین دور میں ویڈیو کو تبلیغ دین کے مقاصد میں **بامر مجبوری** استعمال کرنا مباح قرار دیا ہے یعنی دین اسلام کی تبلیغ کے علاوہ یہ گروہ **بھی** اسے ناجائز ہی سمجھتا ہے اور بلا امر مجبوری اسے جائز قرار نہیں دیتا ہے۔ اس **اعتبار** سے اس گروہ کی رائے مقدم الذکر دونوں گروہوں کی رائے کے مابین ہے۔

لہٰذا دیکھنا یہ ہے کہ ان تینوں فریقوں کے کیا دلائل ہیں اور ان تینوں میں سے **مضبوط** دلائل کس گروہ کے پاس ہیں کیونکہ اجتہادی مسئلہ میں بھی جب مجتہدین کی **آراء** مختلف ہو جائیں تو حق اور صواب کسی ایک ہی گروہ کے پاس ہوتا ہے۔

میرے حضور فیض ملت محدث بہاولپوری علیہ الرحمہ کی تحقیق کے مطابق **دوسرے** گروہ کی بات مبنی برحق ہے اور پہلا گروہ اسے عکس قرار دیکر غلطی پر ہے اور **تیسرا** گروہ ''اضطرار'' کا لفظ بول کر ''حیلہ'' کا مرتکب ہے۔

اس اجمال کی تفصیل پیش کرتے ہوئے حضور فیض ملت لکھتے ہیں

سب سے پہلے تو یہ بات سمجھ لیں کہ عکس اور تصویر میں کیا فرق ہے؟

https://archive.org/details/@awais_sultan

عکس اسوقت تک باقی رہتا ہے جب تک معکوس سامنے موجود ہو اور جونہی معکوس سامنے سے غائب ہو جائے عکس بھی غائب ہو جاتا ہے اور پھر جس پانی یا آئینہ پر عکس دیکھا گیا ہے دوبارہ اس آئینہ پر وہ عکس کبھی نہیں دیکھا جاسکتا جب تک معکوس کو دوبارہ آئینہ کے روبرو نہ کیا جائے اور تصویر دراصل اسی عکس کو محفوظ کر لینے سے بنتی ہے۔!!!

کیونکہ مصور کسی بھی چیز کو دیکھتا ہے تو اس چیز کا عکس اسکی آنکھیں اسکے دماغ میں دکھاتی ہیں پھر اسکے ہاتھ اس عکس کو کسی کاغذ، چمڑے، لکڑی یا پتھر وغیرہ پر محفوظ کر دیتے ہیں تو اسکا نام تصویر ہو جاتا ہے جسکی حرمت پر احادیث دلالت کرتی ہیں اور تمام امت جنکی حرمت پر متفق ہے۔

عکس اور تصویر میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ عکس خود بخود بنتا ہے جبکہ تصویر بنانی پڑتی ہے جیسے شیشے اور پانی کے سامنے آپ کھڑے ہوں تو شیشے اور پانی کی سطح پر عکس بن جاتا ہے۔لیکن اس کے برعکس ویڈیو اور عکسی تصویر اس وقت تک نہیں بنتی جب تک اس کو بنانے والا موجود نہ ہو۔

اختلاف صرف واقع ہوا ہے تو جدید آلات سے بنائی جانے والی تصاویر پر لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہی بات سمجھ آتی ہے کہ ان آلات یعنی کیمرہ وغیرہ سے بنائی جانے والی تصاویر بھی تصاویر ہی ہیں عکس نہیں ہیں !!! کیونکہ اس دور جدید جس طرح اور بہت سے کام مشینوں سے لیے جانے لگے ہیں اسی طرح تصویر کشی کا کام بھی جدید آلات کے سپرد ہو گیا ہے۔ان کیمروں سے تصویر کھینچنے والا اپنے ہاتھ سے صرف اس مشین کا بٹن دباتا ہے جسکے بعد وہ سارا کام جو پہلے پہلے ہاتھ سے ہوتا تھا اس سے کہیں بہتر انداز میں وہ مشین سرانجام دے دیتی ہے اور ویڈیو کیمرے کے بارہ میں یہ غلط فہمی بھی پائی جاتی ہے کہ یہ متحرک تصویر بناتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ویڈیو کیمرہ بھی متحرک تصویر نہیں بناتا بلکہ ساکن تصاویر

ہی بناتا ہے لیکن اسکی تصویر کشی کی رفتار بہت تیز ترین ہوتی ہے ایک ویڈیو کیمرہ ایک سیکنڈ میں تقریباً نوصد (900) سے زائد تصاویر کھینچتا ہے اور پھر جب اس ویڈیو کو چلایا جاتا ہے تو اسی تیزی کے ساتھ انکی سلائیڈ شو کرتا ہے جسے اس فن سے ناآشنا لوگ متحرک تصویر سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ متحرک نہیں ہوتی بلکہ ساکن تصاویر کا ہی ایک تسلسل ہوتا ہے کہ انسانی آنکھ جسکا ادراک نہیں کر سکتی۔آپ دیکھتے ہیں جب پنکھا اپنی پوری رفتار سے چل رہا ہو تو اسکی جانب دیکھنے والے کو پنکھے کے پر نظر نہیں آتے بلکہ اسے پنکھے کی موٹر کے گرد ایک ہالہ سا بنا دکھائی دیتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید اسکے پر نہیں ہیں بلکہ ایک شیشہ سا ہے جو اسکے گرد تنا ہوا ہے۔جبکہ ذی شعور اور صاحب علم افراد یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد یقین رکھتے ہیں کہ یہ ہماری آنکھوں کا دھوکہ ہے، پنکھے کے پر یقیناً موجود ہیں اور وہی گھوم کر ہمیں ہوا دے رہے ہیں لیکن جس شخص نے پنکھے کو ساکن حالت میں نہ دیکھا ہو گا شاید وہ اس بات پر یقین نہ کر سکے۔یہ تو ایک پنکھے کی مثال ہے جسکی رفتار ویڈیو کیمرے سے کم از کم پانچ گنا کم ہوتی ہے۔ہماری اس بات کو وہ لوگ بخوبی سمجھتے ہیں جو ”مووی میکنگ اور ایڈیٹنگ“ کے فن سے آشنا ہیں یا ”کمپیوٹر کے سافٹ ویئر ”ایڈوب فوٹو شاپ“ کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔

الغرض ویڈیو کیمرہ بھی متحرک تصویر نہیں بناتا ہے بلکہ وہ بھی ساکن تصاویر ہی کھینچتا ہے اور انہی کی ”سلائیڈ شو“ کرتا ہے اور ان کیمروں سے لی جانے والی تصاویر میں عکس کا پہلو ہرگز نہیں پایا جاتا ہے کیونکہ یہ تصاویر عکس کے برعکس کسی بھی وقت دیکھی جاسکتی ہیں خواہ وہ شخص جسکی تصاویر لی گئی ہیں دنیا سے ہی کیوں نہ چل بسا ہو۔

فقیر نے اوپر عرض کیا تھا کہ ویڈیو کی تصویر ساکن ہی ہوتی ہے تصویر....تصویر ہی کہلائے گی چاہے ساکن ہو یا چلتی ہوئی جیسے پنکھا پنکھا ہی کہلاتا ہے چاہے روکا

https://archive.org/details/@awais_sultan

ہوا ہو یا متحرک یعنی حرکت کرتا ہوا ہو۔ فقیر یہاں ایک مثال اور پیش کرتا ہے۔

اگر برقی کیتلی میں چائے بنائی جائے اور آگ پر چائے بنائی جائے تو برقی کیتلی پر بنائی جانے والی چائے کو چائے ہی کہا جائے گا اگر کوئی آدمی اس کو لسی کہے تو وہ غلطی پر ہوگا اس کو سمجھایا جائے گا بھائی اس کی شکل صورت مٹھاس اور ذائقہ دیکھو یہ چائے ہے۔

اس طرح تصویر کے بنانے کا طریقہ کار چاہیے برقی مشین والا ہو لیکن شکل صورت اور خواص کے لحاظ سے تصویر ہی ہے ویڈیو اور ٹی وی والی تصویر کو عکس کہنے والے شدید غلطی پر ہیں کیونکہ انہوں نے درست حدیثیں اور اپنے اکابر علماء سے استفادہ کرنے کے بجائے قیاس کو ترجیح دی قیاس تب کیا جاتا ہے جب اس درپیش مسئلے میں قرآن پاک سے یا حدیث پاک سے یا امت کے اجماع سے کوئی رہنمائی نہ ملے لیکن اس مسئلے میں حدیث پاک سے رہنمائی ملتی ہے تو قیاس کی کوئی ضرورت نہیں اور جو لوگ طرح طرح کے قیاس کر کے تصویر کو حلال کرنے کے چکر میں ہیں وہ خود بھی گمراہی کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں اور عوام کو بھی گمراہی میں دھکیل رہے ہیں اب آتے ہیں ان علماء حق کی طرف جو تصویر اور ویڈیو کو حرام سمجھتے اور اپنے فتوؤں میں لکھا اور کہتے ہیں تصویر دستی ہو یا عکسی سب حرام ہے یہ حق والے ہیں ہمیں ان کے پیچھے چلنا چاہیے ان کے پاس شعاعوں سے بننے والی تصویر جن کو عکسی تصویریں کہتے ہیں حرام ہونے کے مضبوط دلائل موجود ہیں ان کے پاس جو دلائل ہیں صحیح احادیث ہیں

اس گروہ میں کامل علماء کرام مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے ولی کامل نام موجود ہیں فقیر اپنے مضمون میں حدیث نمبر 1 اور 3 لکھی ہے ان کی شرح لکھتے ہوئے حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصویر کے اصل حرام ہونے کی وجہ جو حدیث میں آتی ہے وہ اللہ

تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت ہے۔ نیز فرماتے ہیں ٹیلی ویژن بکس پر نظر آنے والی تصویریں کی مشابہت اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے زیادہ ہے عام تصویریں ساکن حال میں رہتی ہیں نہ بولتی ہیں نہ چلتی ہیں ٹیلی ویژن بکس پر نظر آنے والی تصویریں دیکھنے میں ایسے معلوم ہوتا ہے بول رہی ہیں چل رہی ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ زندہ ہیں اس لیے ویڈیو والی تصویریں کی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے یہ عام تصویر کی بانسبت زیادہ حرام ہوں گی۔

(نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد نمبر 5 ص 551 اور 552)

حضرت علامہ شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ نے عکسی تصویر کو عام تصویر سے بھی زیادہ حرام قرار دے دیا حدیث کی رو سے اب عکسی تصویر کے بارے میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کیا نظریہ ہے۔

فتاوی رضویہ کی جلد 24 صفحہ 565 پر اوپر بیان کی گئی حدیث ایک اور تین نمبر کی روشنی میں فتوی ارشاد فرمایا ہے کہ تصویر بنانے کا طریقہ کار جو بھی ہو ہر حال میں حرام ہے کیونکہ تصویر حرام ہونے کی اصل علت اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت ہے۔

اب میرا سوال ہے کہ جو ویڈیو میں تصویریں ہوتی ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مشابہت نہیں رکھتی جی ہاں رکھتی ہیں۔

رہی تیسرے گروہ کی اضطرار والی بات تو وہ بھی بالکل غلط ہے !!! کیونکہ اضطرار میں ممنوعہ کاموں کو سرانجام دینے کی جو رخصت اللہ نے دی ہے اس میں بھی قید لگائی ہے کہ "غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ" (البقرۃ 173) نیز فرمایا "غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ"۔ (المائدۃ 3)

یعنی بوقت اضطرار، بقدر اضطرار ممنوع وحرام کی رخصت ہے، وقت اضطرار کے بعد یا قدر اضطرار سے زائد نہیں !!!

https://archive.org/details/@awais_sultan

اور پھر شریعت نے لفظ ''ضرورۃ'' نہیں بلکہ ''اضطرار'' بولا ہے اور فقہی قاعدہ ''الضرورات تبیح المحظورات'' انہی آیات سے مستفاد ہے اور اس میں بھی لفظ ضرورت کا معنی اضطرار ہی ہے۔

اضطرار ہوتا کیا ہے؟

یہ سمجھنے کے لیے ہم انہی آیات پر غور کریں جن میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے تو بات بہت واضح ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ (البقرۃ 173)

یقیناً تم پر صرف اور صرف مردار خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے لیے پکارا گیا (ذبیحہ وغیرہ) حرام کیا گیا ہے تو جو شخص مجبور ہو جائے، حد سے بڑھنے والا اور دوبارہ ایسا کرنے والا نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے یقیناً اللہ تعالی بہت زیادہ مغفرت کرنیوالا اور نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بھوک کی وجہ سے اگر کوئی شخص مجبور ہو جائے اور اسکی دسترس میں کوئی حلال چیز نہ ہو اور بھوک کی بناء پر اسکی زندگی کو خطرہ لاحق ہو اور حرام کھانے سے اسکی جان بچ سکتی ہو تو اسکے لیے رخصت ہے کہ جس قدر حرام کھانے سے اسکی جان بچ سکتی ہے صرف اسقدر حرام کھا لے اس سے زائد نہ کھائے پیٹ بھرنا شروع نہ کر دے اور پھر دوبارہ اس حرام کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔

جبکہ دین کی تبلیغ واشاعت کے لیے یہ کوئی مجبوری نہیں ہے کہ ویڈیو بنائی جائے اور دعوت دین ویڈیو کے ذریعہ نہیں آڈیو کے ذریعہ ہی ہوتی ہے حتی کہ ویڈیو

میں نظر آنے والے، تقریر کرنے والے کی تصویر لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کا باعث نہیں بنی ہے بلکہ اسکی آواز میں جو دلائل کتاب وسنت کے مذکور ہوتے ہیں وہ کسی بھی شخص کے راہ ہدایت اختیار کرنے یا حق بات پر عمل کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

یاد رہے کہ ہم مطلقاً ویڈیو یا تصاویر کے خلاف نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی صاحب علم مطلقاً تصویر یا ویڈیو کو ناجائز کہہ سکتا ہے کیونکہ ممنوع صرف ذی روح جانداروں کی تصاویر ہیں بس ویڈیو میں ذی روح کی تصاویر نہ ہوں تو اسکی حلت میں کسی قسم کا کوئی اشکال باقی نہیں رہتا ہے۔

مذکورہ بالا دلائل کی رو سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تصویر کی جدید ترین تمام تر صورتیں ناجائز ہیں ان صورتوں میں سے کسی کو بھی اپنا کر ذی روح کی تصویر کشی نہیں جا سکتی ہے اور یہ تصاویر ہی ہیں عکس نہیں۔

حضور فیض ملت علیہ الرحمہ دلائل قاہرہ کے بعد لکھتے ہیں کہ

فقیر اویسی غفرلہٗ نے بہت ساری بحث اور دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ تصویر چاہیے دستی ہو یا عکسی سب حرام ہیں۔

اور حدیث میں تصویر بنوانے اور بنانے والے کو جہنمی کہا گیا ہے ....

آیئے کچھ مزید احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

حدیث

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس پر ہے۔

☆ جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اسے نبی نے قتل فرمایا اور تصویر والوں پر۔ (فتاوی رضویہ جلد 24 صفحہ 569 اور 570)

اس حدیث کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے المعجم الکبیر اور کنز الاعمال سے نقل فرمایا۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

☆ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت ہے۔
کہ مصور کو کہا جائے گا کہ تم ان میں روح پھونک لیکن وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

☆ ایک اور رویت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مصور نے جتنی تصویریں پیدا کی ان کے بدلے میں اتنے ہی اس کو عذاب دینے والے فرشتے پیدا فرمائے گا جو اس کو عذاب دیں گے۔

☆ ایک اور روایت ہے کہ تصویر بنانے والا قیامت کے دن سخت عذاب میں ہوگا۔

اے اہل ایمان!

دیکھا احادیث مبارکہ میں کتنی سخت وعید بیان فرمائی گئی ہیں ہمیں سچے دل سے توبہ کرنی چاہیے اور اپنے موبائل فون کے کیمرے سے تصویر کشی سے رکنا چاہیے تاکہ جہنم کی آگ سے بچا جا سکے۔ بالخصوص حج وعمرہ پر جانے والے اہل اسلام غور کریں کہ لاکھوں روپے خرچ کرکے دعاؤں التجاؤں کے بعد مکہ مکرمہ مدینہ منورہ پہنچ کر فوٹو بازی کرکے اللہ اور اس کے پیارے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی لیکر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق سمجھنے اور عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے
(آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یہ مضمون یکم شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ 8 مئی 2016ء اتوار صبح 3-50 قبل صلوٰۃ الفجر مدینہ منورہ فندق الجزیرہ روم نمبر 204-A میں مکمل ہوا۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

سیدنا ابوطلحہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں

آج ۳۰ رجب المرجب ہفتہ کو قبل از عصر مسجد نبوی شریف کے باب الفہد سے اندر داخل ہوا اس پر ایک اہم ترین یادگار زیارت گاہ ہے جو قارئین کرام کی نذر ہے۔

موجودہ مسجد نبوی کے شمال میں ایک مرکزی دروازے "باب فہد بن عبد العزیز" سے اندر داخل ہوتے ہیں تو بائیں طرف کچھ فاصلے پر ("باب 22 کے بالکل سامنے ستونوں کے درمیان) آپ ایسے مقام پر موجود ہوتے ہیں جو اپنے اندر ایک ایسا یادگار روحانی پہلو رکھتا ہے کہ اگر اہل محبت کو اسکا علم ہو تو وہ چند لمحات یہاں رک کر اسکی زیارت کو اپنے لیے سعادت سمجھیں گے کیوں کہ یہ وہ مقام با برکت ہے جس نے کئی مرتبہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین مبارک کو بوسہ دینے کا اعزاز حاصل کیا -اب یہ مقام قالینوں کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کے وقت مسجد نبوی کی حدود بہت مختصر تھیں اور ظاہر ہے کہ یہ مقام مبارک مسجد نبوی شریف کے کافی باہر تھا جہاں مدینہ طیبہ کے لوگوں کے مکانات، کنوئیں اور باغات ہوا کرتے تھے۔ یہاں باب الفہد کے اندر عظیم المرتبت صحابی سیدنا ابوطلحہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین کنوئیں تھے جن میں سے ایک کنوئیں کا پانی بہت خوش ذائقہ اور شیریں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس کنوئیں پر تشریف لاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے اور اس کے ارد گرد سیدنا ابوطلحہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک باغ تھا جو انکو بہت زیادہ محبوب تھا، کیوں کہ پورے مدینہ منورہ میں اتنا خوبصورت باغ کسی اور کا نہیں تھا لیکن جب رسول مکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

https://archive.org/details/@awais_sultan

"سورہ ال عمران" کی آیت ۹۲ نازل ہوئی لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ o

ترجمہ: ہرگز نیکی میں کمال حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز سے کچھ خرچ کرو اور جو چیز تم خرچ کرو گے بے شک اللہ اسے جاننے والا ہے۔

بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ آیات بھی اسی مقام پر نازل ہوئی تھیں یعنی اس کنوئیں یا باغ کے قریب ۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

ان آیات کو سن کر سیدنا ابوطلحہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تو سب سے زیادہ پیارا مال یہی باغ ہے۔ میں آپکو گواہ کرتا ہوں میں نے اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا، اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا فرمائے اور اپنے پاس اسے میرے لیے ذخیرہ کرے۔ آپکو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اختیار ہے آپ جس طرح چاہیں اسکو تقسیم کردیں"

آپ اپنے صحابی کے اس طرز عمل سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا " مسلمانوں کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا تم اسے اپنے رشتے داروں میں تقسیم کردو " چنانچہ سیدنا ابوطلحہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے رشتے داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔ سیدنا ابوطلحہ بن زبیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ کے اور قرآنی آیت کے نزول کے تناظر میں اس مقام کی زیارت کی جائیے تو یقیناً دلوں کو روحانی سکون ملتا ہے۔

شیخ حاجی محمد سرور اویسی میرے پیر بھائی ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے وہ اپنی اہلیہ سمیت آئے۔ وہ محترم حبیب احمد اویسی کے قافلہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے اہم مقامات کی زیارت کے لیے گئے ان میں چند ایک کا ذکر انہوں نے کیا فقیر ان کے شکریہ کے ساتھ اپنے مضمون میں درج کر رہا ہے۔

مدینہ کے تاریخی مقامات

جنت البقیع شریف

جنت البقیع مدینہ منورہ کا تاریخی قبرستان ہے۔ یہ مسجد نبوی شریف کی شرقی دیوار کے ساتھ ہی واقع ہے۔ پہلے مسجد نبوی شریف اور قبرستان کے درمیان ایک محلّہ تھا لیکن 1985ء کی تعمیر و توسیع کے بعد مسجد اور بقیع میں کوئی فاصلہ نہیں رہا۔ یہ قبرستان روضہ انور سے محض دو منٹ کے پیدل فاصلے پر ہے۔ اس کا دروازہ عموماً فجر اور عصر کے بعد کھولا جاتا ہے۔ زائرین اندر جاتے مگر میرے حضور قبلہ والد گرامی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ نجدیوں نے بہت سے مزارات کو گرا کر راستے بنادیئے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ باہر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا جائے اندر جانے سے ممکن ہے کہ کسی قبر اطہر پر پاؤں پر جائے۔

نجدیوں کا حجاز مقدس پر قبضہ کرنے سے قبل بقیع شریف میں صحابہ واہل بیت کرام کے مزارات پر قبہ جات تھے اور ان پر عالیشان عمارتیں تعمیر کی ہوئی تھیں۔ 1905ء میں ان عمارات کو بڑی بے دردی سے گرا دیا گیا اہل اسلام کے قلوب زخمی ہوئے ممالک اسلامیہ میں ان مزارات کو گرانے پر صدائے احتجاج بلند ہوئی مگر چونکہ نجدیوں کو قبضہ ہی اس لیے کرایا گیا کہ وہ اہل اسلام کے آثار و تبرکات کو مٹائیں گے اور تمام قبور پر بلڈوزر چلا کر برابر کر دیا گیا۔ یہاں یہ متعین کرنا ممکن نہیں ہے کہ کون سے صحابی کا مزار ہے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر کے بارے میں البتہ روایات مشہور ہیں۔ یہ قبر، قبرستان کے راستے کے عین بیچ میں واقع ہے۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

یہاں پہنچ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ زائر کے سامنے ہے۔ یہاں مدفون 10000 صحابہ کرام، ہزاروں تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد امت کے بے شمار علماء و صالحین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادیاں سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن بھی یہیں دفن ہیں۔ امہات المومنین بھی، سوائے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے، سب کی سب یہیں ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم اور نواسے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہما بھی یہیں ہیں۔ تابعین میں سب سے مشہور حضرت سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمۃ، قطب مدینہ ضیاء الدین المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بے شمار اولیاء کاملین بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں جنت البقیع شریف میں صحابہ کرام واہل بیت عظام کے قریب جگہ ملے۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ آخرت میں معاملہ انسان کے ایمان پر ہی ہوگا۔ اگر کسی کے عقائد درست نہیں تو جیسے صحابہ کرام کی زندگی میں ان کا ساتھ مفید نہیں ویسے ہی ان کے قریب قبر بھی انسان کو کچھ نفع نہیں دے سکتی۔ منافقین بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور بقیع ہی میں دفن ہوئے لیکن ان کا انجام جہنم ہی ہوگا کیونکہ ان کے دل عشق مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خالی تھے، اعمال پر روز تھا مگر ایمان نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہ تھی۔

مسجد قبا شریف

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہجرت فرما کر سب سے پہلے قبا میں قیام پذیر ہوئے۔ یہ اس زمانے میں مدینہ منورہ کی نواحی بستی تھی۔ یہاں کی آبادی بھی سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی دعوت کے نتیجے میں اسلام قبول کر چکی تھی۔ اس مقام پر آپ نے ایک مسجد تعمیر فرمائی جسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایسی مسجد قرار دیا

جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

(التوبہ 9:108)

ایک ایسی مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقوی پر رکھی گئی ہو، اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ (اے نبی!) آپ اس میں (نماز کے لئے) کھڑے ہوں۔ وہاں ایسے لوگ ہیں جو (اپنے جسم وروح کو) پاک کرنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مسجد قباء مکہ مکرمہ سے آنے والی طریق الہجرہ پر واقع ہے۔ اگر آپ مکہ کی طرف سے مدینہ منورہ میں داخل ہوں تو کہیں مڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سڑک سیدھی مسجد قبا تک جاتی ہے۔ قبا کا علاقہ نہایت ہی زرخیز اور سرسبز وشاداب ہے۔ مسجد قبا کے اردگرد گھنا سبزہ ہے اور کھجور کے کئی فارم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں بھی یہ ایک زرعی علاقہ تھا۔ احادیث کی کتب میں سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زراعت سے متعلق کئی روایات ملتی ہیں جو کہ ایک باقاعدہ زمیندار تھے۔

مورخہ ۲۹/ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ 6 اپریل جمعہ کے دن عصر سے قبل ہی ہم مسجد قبا شریف میں جا پہنچے نوافلِ عمرہ ادا کرنے کے بعد نماز عصر پڑھی۔

یاد رہے کہ قباء کا پورا علاقہ خاصہ سرسبز وشاداب ہے۔ مسجد قبا شریف کافی بڑی اور خوبصورت تھی۔ نمازیوں کی بہت بڑی تعداد یہاں موجود تھی۔ مجھے بمشکل صحن میں جگہ مل سکی۔

ایک حدیث مبارکہ میں مسجد قبا شریف میں دو رکعت نماز پڑھنے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے عمرہ ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی یہاں نماز پڑھنے کے لئے ہر ہفتہ تشریف لایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے مقصد محض نماز کی ادائیگی نہیں بلکہ قبا کے لوگوں کی تعلیم وتربیت رہا ہوگا۔ اس مسجد کی پہلی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمائی۔ دوسری تعمیر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی جس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اضافہ کیا گیا۔ بعد میں اس کی تعمیر وتجدید ہوتی رہی۔ مسجد کی موجودہ تعمیر شاہ فیصل کے دور میں 1968ء میں ہوئی جس میں 1985ء میں اضافہ کیا گیا۔ اب مسجد میں 20000 افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مسجد قبلتین

مسجد قبلتین وہ مسجد ہے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز کی امامت فرما رہے تھے اور دوران نماز تبدیلی قبلہ کے احکام نازل ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف فرما ہوئے تو میثاق مدینہ کے مطابق مدینہ کے تمام مسلم وغیر مسلم باشندوں نے آپ کو اپنا حکمران تسلیم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک امت ہونے کا شعور پیدا کرنے کے لئے ہمیں ایک قبلے کی طرف منہ کر کے نماز کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو اپنی پوری امت کا قبلہ مقرر کیا تھا۔ بنی اسماعیل ہمیشہ اس سے وابستہ رہے۔ بنی اسرائیل بھی شروع میں اسی کی طرف منہ کر کے نماز اور قربانی کا اہتمام کرتے رہے۔ تورات میں تفصیل سے خیمہ عبادت کا ڈیزائن بتایا گیا ہے اور اس کا رخ جنوب یعنی کعبہ کی طرف تھا۔ جب سیدنا سلیمان علیہ السلام نے یروشلم میں بیت المقدس کی مسجد تعمیر فرمائی تو اس کے کچھ عرصے بعد بنی اسرائیل نے اسے اپنا قبلہ قرار دے لیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت کے وقت ذریت ابراہیم کی دونوں شاخیں اپنے اپنے قبلے کی طرف منہ کر کے عبادت کرتے تھے اور اس کے بارے میں شدید نوعیت کے تعصب میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اقوام

کے وہ افراد جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی پر متفق ہو چکے تھے، کی آزمائش کے لئے مدینہ ہجرت کے بعد کچھ عرصے کے لئے بیت المقدس کو مسلمانوں کا قبلہ مقرر کیا۔ اس سے بنی اسماعیل کے تعصب پر ضرب پڑی لیکن ثابت قدم قریشی صحابہ نے اللہ کے حکم کے سامنے تمام تعصبات کو قربان کر دیا۔ تقریباً ڈیڑھ برس کے بعد دوبارہ کعبہ کو قبلہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے تھے یا مسلمانوں کے قریب تھے، آزمائے گئے اور ان میں سے منافقین کا پردہ چاک ہو گیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نادان لوگ ضرور کہیں گے انہیں کیا ہوا، کہ پہلے یہ جس قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اس سے یکا یک پھر گئے؟ (اے نبی!) آپ ان سے فرمایئے مشرق ومغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے، سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔ تو اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں کے سامنے حق کی گواہی دو اور رسول تم پر حق کی گواہی دیں۔ پہلے جس کی طرف تم منہ کرتے تھے، اس کو تو ہم نے صرف یہ آزمانے کے لئے قبلہ بنایا تھا کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹا پھر جاتا ہے۔ معاملہ تھا تو بڑا سخت، لیکن ان لوگوں کے لئے سخت ثابت نہ ہوا جو اللہ کی ہدایت سے فیض یاب تھے۔ اللہ تمہارے اس ایمان کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ یقین جانو وہ لوگوں کے حق میں بہت رحیم وکریم ہے۔

یہ تمہارے منہ کا ہم بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ لو، ہم تمہیں اسی قبلے کی طرف پھیرے دیتے ہیں، جسے تم پسند کرتے ہو۔ مسجد الحرام کی طرف رخ پھیر دو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو، اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ یہ اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ یہ حکم ان کے رب کی طرف ہی سے ہے اور برحق ہے، مگر اس کے باوجود یہ جو کچھ کر رہے ہیں، اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ تم ان کے پاس کوئی بھی نشانی لے آؤ، یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تم ان کے

https://archive.org/details/@awais_sultan

قبلے کی پیروی کرو گے۔ ان میں سے کوئی گروہ بھی ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو تمہارا شمار یقیناً ظالموں میں سے ہوگا۔

(البقرہ 2:143-145)

مسجد قبلتین، مسجد نبوی سے تقریباً چار پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت بشر بن براء بن معرور کے ہاں دعوت پر تشریف لائے تھے۔ یہاں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا اور آپ نے نماز ادا کی۔ تیسری رکعت میں یہ آیات نازل ہوئیں اور آپ نے اس کے حکم کے مطابق اپنا رخ تبدیل کیا۔ چونکہ یہ 180 درجے کی تبدیلی تھی، اس لئے لامحالہ آپ کو چل کر مخالف سمت میں آنا پڑا ہوگا اور صحابہ کو اپنی اپنی جگہ پر ہی اپنا رخ تبدیل کرنا پڑا ہوگا۔ بعد ازاں اس حکم کی منادی پورے مدینہ میں کی گئی۔ بہت سی دوسری مساجد میں لوگ نماز پڑھ رہے تھے جنہوں نے حالت نماز میں اپنا رخ تبدیل کیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دور کا مدینہ صرف موجودہ مسجد نبوی تک ہی محدود نہ تھا۔

جب یہاں پہنچے تو بہت رش تھا اور لوگ مسجد کی زیارت کے لیے آ رہے تھے۔ زائرین یہاں نوافل بھی ادا کرتے ہیں۔

مسجد قبلتین بھی جدید تعمیر ہوئی ہے۔ یہ سفید رنگ کی بہت بڑی مسجد ہے جس کے اطراف میں گھنا سبزہ اور درخت ہیں۔ سنا ہے ۱۹۸۷ء میں جب فقیر پہلی بار مدینہ منورہ حاضر ہوا تو قدیم مسجد میں شمال اور جنوب دونوں جانب محراب تھا جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ اس مسجد میں بیت المقدس اور مکہ مکرمہ، دونوں جانب منہ کر کے نماز پڑھی گئی ہے لیکن جدید تعمیر میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہ مسجد تاریخی ہے یہاں تحویل قبلہ کا واقعہ رونما ہوا۔ اس مسجد کا آرکیٹکٹ بہت خوبصورت تھا اور

پوری مسجد سبز درختوں کے درمیان بہت بھلی لگ رہی تھی۔ یہ منظر مسجد قبا شریف سے کسی حد تک مشابہ تھا۔

جبل اُحد، اُحد کا پہاڑ

مسجد نبوی سے تقریباً ۴ یا ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر یہ مقدس پہاڑ واقع ہے۔ جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُحد کا پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اُحد سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی پہاڑ کے دامن میں ۳ھ میں جنگ احد ہوئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت زخمی ہوئے اور تقریباً ۷۰ ستر صحابہ کرام شہید ہوئے تھے۔ یہ سب شہداء اسی جگہ مدفون ہیں جس کا احاطہ کر دیا گیا ہے۔ اسی احاطہ کے درمیان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مدفون ہیں، آپ کے مزار مبارک کے برابر میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاص اہتمام سے یہاں تشریف لاتے تھے اور شہداء کو سلام و دعا سے نوازتے تھے۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران قیام آداب

گزشتہ دو ماہ قبل فقیر نے مدینہ منورہ میں قیام کے آداب لکھے تھے یہاں بھی لکھ دیتا ہوں احباب سے التجاء ہے کہ بیشک اپنے نام سے یہ آداب خوبصورت انداز سے علیحدہ سے شائع کرا کے حجاج کرام وزائرین ودیگر دوستوں میں تقسیم کریں تاکہ پڑھنے والے آپ کو اپنی دعاؤں میں شامل کریں۔

☆......مدینہ منورہ میں دوران قیام اپنے فندق ہوٹل رہائش ہر مقدس مقام کا نقشہ ذہن میں محفوظ کیجیے۔

☆......۴۰ نمازیں مسلسل حدود مسجد نبوی (ہو سکے تو قدیم مسجد (ترکی والا حصہ) میں ادا کریں ہو سکے تو باجماعت (صحیح العقیدہ امام کی اقتداء میں) ادا کریں۔ مسجد کے باہر جو نماز کی جگہ ہے وہاں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب حاصل نہ ہوگا۔

☆......جتنا ہو سکے ریاض الجنۃ میں نمازیں ادا کریں۔

☆......گلیوں میں گھومتے پھرتے (واک کرتے ہوئے) گنبد خضراء کو پیٹھ کرنے سے بچیں اور جب بھی نظر آئے وہیں ٹھہر کر باادب سلام عرض کریں۔

☆......یہاں تمام سفر بغیر جوتے کے چلنے کی کوشش کریں مگر موزے کی جوڑی ساتھ رکھیں مسجد میں داخل ہونے سے قبل قریبی وضوخانے سے وضو کر کے پاؤں خشک کر کے موزے پہن لیں اور مسجد میں اتار دیں تاکہ مسجد گرد آلود نہ ہو۔

☆......یہاں کم از کم ایک قرآن شریف ختم کریں۔

☆......روزانہ کے اپنے سلسلہ کے وظائف ومعمولات پورے کریں۔

☆......ختم قادریہ، ختم قصیدہ بردہ شریف، اسماء الحسنیٰ اور اسماء النبی نیز محفل ذکر ونعت وصلوۃ وسلام اور دعائے خصوصی کریں۔

☆......یہاں زیادہ سے زیادہ وقت اپنی قضاء نمازوں کو ادا کرنے میں گزاریں اور اس کو اولین ترجیح کریں۔

☆......درود وسلام کی کثرت کریں (دلائل الخیرات شریف، درود تاج، درود لکھی، درود تنجینا، درود اکبر درود مستغاث شریف وغیرہ)

☆......استنجاء کے لیے مسجد نبوی شریف سے دور جا کر فراغت حاصل کریں کم از کم مسجد نبوی کے آگے کی طرف بنے ہوئے استنجاء خانے استعمال نہ کریں۔

☆......مسجد نبوی شریف کے ساتھ مقدس ستونوں پر روزانہ نوافل ادا کریں۔

☆......اصحاب صفہ کے چبوترے، ریاض الجنۃ، قدمین شریفین، تہجد کے چبوترے نیز صحن مسجد میں بیٹھے بیٹھے ناموں والی ڈائری نکال کر اپنے تمام احباب کے لیے کم از کم چند مرتبہ درود پاک پڑھیں۔

☆......راستوں میں تھوکنے سے پرہیز کریں۔

☆......زیادہ کھانے، سونے اور بولنے سے پرہیز کریں۔

☆......کچھ نہ کچھ قرآن شریف یہاں ضرور زبانی یاد کریں۔

☆......اگر ممکن ہو تو ضرور مسجد نبوی اور مدینہ شریف کی گلیوں میں جھاڑو دیں۔

☆......لمبے لمبے سانس لیجیے اور ہوائے مدینہ سے لطف اندوز ہوں۔

☆......روزانہ جنت البقیع پر حاضری دیں (باہر سے کھڑے ہو کر اہل جنت کو سلام کریں فاتحہ پڑھیں)۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

☆......کم از کم ایک مرتبہ صلوۃ التسبیح پڑھیں۔

☆......رات کو جنت البقیع کے دروازے پر بیٹھ کر گنبد خضراء کے نظارے کرتے ہوئے درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔

☆......دن میں ایک دو مرتبہ سلام کے لیے مواجہہ اقدس پر حاضری دیں۔ مگر خبردار یہاں فوٹو بازی کے عمل سے اپنا سفر بیکار نہ کریں۔

☆......رات کو اپنے روم میں محافل کا انعقاد کریں۔

☆......رات کو امیر طیبہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، کے مزار پر حاضری دیں (بالخصوص شب بدھ اور شب جمعہ)

☆......مقامات مقدسہ کی زیارت کریں۔

☆......مدینے شریف میں مقامی اور عالم اسلام سے آئے ہوئے سنی حضرات اور علمائے کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کریں۔

☆......کفن کا کپڑا مدینے شریف کے پانی میں بھی بھگوئیے۔

☆......کبھی کبھی مسجد قباء پیدل جائیے (بالخصوص ہفتہ کے دن)

☆......اہل وعیال کے لیے تبرکات خریدیں۔

☆......معذور حضرات کے لیے باب السلام کے پیچھے وہیل چیئر عاریۃ حاصل کرنے اور زم زم بھرنے کی سہولت موجود ہے زم زم میں مدینہ منورہ کا پانی ضرور شامل کریں۔

☆......مدینہ شریف میں قیام کے دوران شہر مدینہ کا پانی پیا کریں۔

☆......وہاں کے اہل محبت حضرات سے دوستی کریں۔

☆......صدقہ وخیرات کی کثرت کریں، بلیوں کو دودھ، بکریوں کو چارہ اور کبوتروں کو دانہ ڈالیں۔

☆......عورتوں کو پردے کا سختی سے اہتمام کروائیے۔

☆......عورتوں کے لیے صبح ودوپہر کے اوقات میں ریاض الجنۃ اور قدمین شریفین پر حاضری کے اوقات مخصوص ہیں۔

☆......عورتوں کو گنبد خضراء اور سنہری جالیوں کی باہر سے ہی ایسے اوقات میں زیارت کرادیں جب رش نہ ہو۔

☆......یہاں کے مقامی پھل اور کھانے کھائیں۔

☆......مدینے شریف میں کھجور، انجیر، زیتون وغیرہ کھائیں۔

☆......مدینے شریف کی مٹی سے بنے ہوئے مٹکے کا پانی استعمال کریں۔

☆......بزرگوں اور عمر رسیدہ لوگوں کی خدمت کا شرف حاصل کریں۔

☆......اگر مناسب سمجھیں تو مختلف مقدس مقامات کی مٹی چھوٹی چھوٹی پلاسٹک کی تھیلیوں میں تبرک کے طور پر جمع کریں۔

☆......پان وغیرہ کھانے اور سگریٹ پینے سے پرہیز کریں۔

☆......یہاں چند روزے ضرور رکھیں۔

☆......اپنا یہ مبارک سفر ڈائری محفوظ کریں۔

☆......ہر وقت باوضو، مسواک کریں، خوشبوؤں میں بسے، تیل لگائے، عمامہ سجائے، باادب گزاریں نیز خاک مدینہ سے وضو اور غسل کرنے اور خاک مدینہ پر لوٹنے کا شرف حاصل کریں۔

☆......جب مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کی (خدانخواستہ) جاں سوز گھڑی آئے تو خوب روتے ہوئے یا ایسا نہ ہو سکے تو رونے جیسا منہ بنائے مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر خوب سلام عرض کریں بار بار حاضری کا سوال کریں اور مدینے میں ایمان وعافیت کے ساتھ موت اور جنت البقیع میں مدفن کی درخواست کریں اور الٹے پاؤں پلٹیے اور بار بار دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سنہری جالیوں کے نقشہ پاک کو آنکھوں

https://archive.org/details/@awais_sultan

میں بسا لینے بلکہ دل میں سما لینے کی کوشش کرتے ہوئے باہر آجایئے۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی

حال مدینہ منورہ

(۲۹ ربیع الآخر ۱۴۳۷ھ شب سوموار)

7-05-2016

قضاء نمازیں ادا کیا کریں

حاجی محمد سرور اویسی صاحب نے ایک مفید مشورہ سے نوازا کہ عازمین حجازِ مقدس جن کے ذمہ کثیر قضاء نمازیں ہوں وہ حرمین شریفین میں وقات مکروہ کے علاوہ ان کی ادائیگی کا اہتمام کریں اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہاں لوگ فضول گوئی میں وقت گذار کر اپنا سارا سفر بے کار کر دیتے ہیں آج شب جمعہ فقیر نے باب جبریل کے باہر بہت سارے لوگوں کو دیکھا کہ دنیوی حال واحوال میں وقت گذار رہے ہیں جو کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ فقیر نے اپنے لیپ ٹاپ میں فتویٰ رضویہ شریف کی فائل کھولی تو سیّدی اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان نے قضاء نمازوں کا آسان طریقہ ارشاد فرمایا جو سب کے لیے مفید ہے۔ نوٹ کرلیں اور اس پر آج ہی سے عمل شروع کر دیں جس شخص کے ذمے بہت ساری نمازیں قضاء ہوں وہ کیسے ادا کرے؟

فرماتے ہیں:

قضا ہر روز کی نماز کی فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہے دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء کے تین وتر اور قضا میں یوں نیت کرنی ضروری ہے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلی کی جگہ صرف ایک بار

https://archive.org/details/@awais_sultan

کہے، مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ لے اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کر لے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے۔ بہت سے لوگ جو رکوع سجدہ میں آتے جاتے یہ تسبیح پڑھتے ہیں بہت غلطی کرتے ہیں ایک تخفیف کثرت قضا والوں کی یہ ہو سکتی ہے، دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری ور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضروری ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لئے سر جھکائیں، یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں ہے وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں، تیسری تخفیف پہلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اللھم صلی علی (سیدنا) محمد و آلہ کہہ کر سلام پھیر دیں چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار رب اغفر لی کہے واللہ تعالٰی اعلم (فتوٰی رضویہ شریف کتاب الصلوٰۃ)

مدینے سے جدائی کے پُردرد لمحات

آہ! آج ۷ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ 14/اپریل ہفتہ کو مدینۃ الرسول کی کیف فضاؤں سے جدائی ہو رہی ہے۔ جمعہ کی شام ہم نے دیکھا کہ طیبہ کی جدائی سورج کے لیے بھی پُرکٹھن ہے بقول شاعر

میں نے دیکھا ہے مدینے سے جدائی کا اثر
وہاں سورج بھی تو ڈھلتے ہوئے روتا ہو گا

محترم حاجی محمد سرور اویسی تو کل روانہ ہو چکے ہیں ہم آج مدینہ منورہ سے مدینۃ الاولیاء (ملتان) جانے والی پی آئی اے کی فلائٹ سے جانا ہے۔ اس پر ہماری سیٹیں کنفرم کرانے کے لیے محترم رانا محمد وسیم صاحب نے بہاولپور میں کوشش کی ان کے لیے بہت دعائیں ہیں۔

مدینہ طیبہ سے جدائی کے پُردرد لمحات عاشق پر جب آتے ہیں تو کچھ یاد نہیں رہتا ہے اس غم کو لکھنے کے لیے نہ کوئی ترتیب باقی رہتی ہے نہ انداز تحریر کا ڈھنگ فقیر تو نہ لکھاری نہ ہے فصیحانہ تحریر کرنا جانتا ہے۔ شب ہفتہ یقین جانیئے کس بیقراری سے گذری؟؟؟ کسی نے یہ چند اشعار مجھے بھیجے تو درد دل کی ترجمانی کرتے ہیں۔

ٹھہری ہوئی آنکھوں میں جدائی کی گھڑی ہے
شب آخری طیبہ کی میرے سر پہ کھڑی ہے
کیا عرض و تمنا ہے کہ ملتے نہیں الفاظ
دنیائے تمنا ہے جو ہونٹوں پہ اُڑی ہے
روتے ہوئے سامانِ سفر باندھ رہے ہیں
محسوس یہ ہوتا ہے قیامت کی گھڑی ہے
کھنچتے چلے جاتے ہیں قدم سوئے حرم پھر
یہ شہرِ مدینہ سے نکلنے کی گھڑی ہے
لوٹا ہے مدینے سے ریاضؔ اپنا بدن ہی
جو روح ہے وہ اب بھی مواجہہ پہ کھڑی ہے

میرے محترم دوست الحاج ملک اللہ بخش کلیار (مدینہ منورہ) نے ایک تحریر بھیجی جو من وعن پیش ہے۔

آج شافع روز محشر، سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر سے روانگی ہے اور احمد ندیم قاسمی صاحب کا یہ شعر بار بار ہتھوڑے کی طرح دماغ سے ٹکرار رہا ہے۔

https://archive.org/details/@awais_sultan

یہ کہیں خامیِ ایماں ہی نہ ہو میں مدینے سے پلٹ آیا ہوں۔

سرکارِ دو عالم کا شہر مدینہ، جس سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بہت زیادہ محبت کی ہو، جس میں بسنے اور یہاں مر کر اس کی مٹی میں امر ہونے کی خواہش کی دعا کون ہے جس نے نہ کی ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ ایک دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے شہادت کی موت عطا فرما اور اسی شہر میں موت وحیات عطا فرما۔ سچ ہے جو اس شہر میں آ گئے انہوں نے پھر اس خاک سے اس قدر محبت کی کہ یہاں سے جانے کا نام نہ لیا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ساری زندگی مدینہ میں رہے لیکن آپ نے پاؤں میں جوتا نہیں پہنا۔ رفع حاجت کے لیے شہر سے باہر جاتے تو تیزی کے ساتھ جاتے اور تیزی کے ساتھ واپس آ جاتے کہ کہیں ان کی موت مدینہ سے باہر واقع نہ ہو جائے۔ مدینہ تو وہ شہر ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خاک کی بھی فضیلت بیان کی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مدینہ منورہ کی خاک میں ہر بیماری کی شفا ہے۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دم کیا اور وادی بطحا کی مٹی ایک پیالہ میں ڈالی اور پانی ڈال کر بیمار پر چھینٹے مارے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ بنو حارث کے ہاں تشریف لے گئے۔ انھوں نے بخار کی شکایت کی، فرمایا وادی صعیب کی مٹی کیوں نہیں استعمال کرتے۔ اس مٹی کو لے کر پانی میں حل کرو، وہ پانی اپنے اوپر چھڑک دو انھوں نے ایسا کیا تو بخار جاتا رہا۔ اس شہر کے تو غبار کے ساتھ بھی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبت تھی۔ آپ جب کسی سفر سے واپسی پر مدینہ تشریف لاتے اور جیسے ہی مدینہ قریب آتا تو اپنی سواری کی حرکت کو تیز کر دیتے۔ ایسے محسوس ہوتا آپ وفورِ شوق سے بے چین ہو گئے ہوں۔ آپ کی بے چینی نمایاں ہو جاتی۔ چہرہ مبارک کو بلند کر کے فرماتے یہ ہوائیں طیبہ

(پاک) ہیں۔ جو گرد و غبار آپ کے چہرہ مبارک پر پڑ جاتا اسے صاف نہ فرماتے، اگر صحابہ میں سے کوئی اپنے چہرے اور سر کو گرد و غبار سے چھپاتا تو منع فرماتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے واپس مدینہ آ رہے تھے تو کسی نے مدینہ منورہ کے غبار سے منہ ڈھانپا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (والذی نفسی بیدہ ان فی غبارھا شفاء من کل داء) اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، مدینہ منورہ کے غبار میں شفاء ہے۔ حضرت مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کا غبار کوڑھ پن کو دور کرتا ہے۔ (خلاصہ الوفا باخبار دار مصطفیٰ)

شہر مدینہ سے محبت عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ رہا ہے۔ حالی نے مسدس حالی کے اختتام پر ایک دعا تحریر کی ہے۔ یہ دعا اس امت کی زبوں حالی کا نوحہ ہے۔ دعا کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے امت پہ تیری آ کر عجیب وقت پڑا ہے۔

لیکن مدینہ طیبہ کا جب حوالہ وہ اپنی دعائیں دیتے ہیں تو فرماتے ہیں۔

جس شہر نے پائی تری ہجرت سے سعادت کعبے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے۔

شہر مدینہ کی سعادت، حرمت، عزت و تکریم تمام علماء اور فقہاء امت کے نزدیک اس لیے بڑھ کر ہے کہ اس کی خاک سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر مس ہو رہا ہے۔ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ خانہ کعبہ کی عمارت کے بعد سب سے افضل شہر مدینہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے جب اپنی بہن کے کہنے پر سفر حجاز کا ارادہ کیا تو کہتے تھے کہ کسی کے ہاں جاؤ تو کوئی تحفہ یا توشہ لے کر جاتے ہیں۔ میں تو خالی ہاتھ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان

https://archive.org/details/@awais_sultan

اقدس میں اشعار لکھنے شروع کیے۔سو کے قریب یہ رباعیاں ان کی کتاب ارمغان حجاز میں ہیں۔اقبال اس شہر کو اپنا آشیانہ قرار دیتے ہیں۔

بہ ایں پیری رہ یثرب گرفتم نوا خاں از سرود عاشقانہ۔چو آں مرغے کہ در صحرا
سر شام کشاید پر بہ فکر آشیانہ

(میں اس بڑھاپے میں یثرب کے راستے کا راہی بنا ہوں،اور عاشقانہ گیت گاتے جا رہا ہوں۔میری حالت اس پرندے کی طرح ہے جو پورا دن صحرا میں کاٹ دیتا ہے لیکن شام ہوتے ہی اپنے آشیانہ کی سمت جانے کے لیے اپنے پر پھیلا دیتا ہے)

اقبال کے تو اس سفر کی منزل ہی مدینہ ہے۔آپ اس کا یہ شعر دیکھیں۔

بدن واماندو جانم در تگ و پوست سوئے شہر کہ بطحا در رہ اوست

میں اس نڈھال بدن اور نحیف جان کے ساتھ ایک ایسے شہر کی جانب روانہ ہوں کہ جس کے راستے میں مکہ آتا ہے

اور پھر خاک مدینہ کی حرمت وعزت پر تو اقبال کا یہ شعر محبتوں کی بہار ہے۔

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است آن فلک شہر کہ آنجا دلبر است

(مدینے کی خاک دو عالم سے بڑھ کر ہے کہ یہ اس ٹھنڈی ہواؤں کا شہر کہ جہاں ہم سب کا دلبر یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں)

اس شہر مدینہ کی فضیلت پر لکھنے کے لیے ایک عمر درکار ہے۔ایک نہیں بلکہ کئی عمریں چاہیے لیکن میرے دل و دماغ پر تو احمد ندیم قاسمی کا شعر ہتھوڑے مار رہا ہے کہ میں اس شہر میں آنے کے بعد واپس کیسے آ رہا ہوں۔ میں اس کی گلیوں میں دیوانہ وار سرگرداں کیوں نہ ہو گیا۔ میں یہاں کی خاک میں غلطاں کیوں نہ ہوا۔ میں اس شہر بے خانماں لوگوں میں کیوں نہ ہو سکا۔ایسے عالم میں اقبال کی یہ دعا ہی میرا سہارا ہے۔

دلش نالہ چرا نالہ نداند نگا ہے...... یا رسول اللہ نگا ہے

میرا دل رو رہا ہے، کیوں رو رہا ہے میں نہیں جانتا۔اے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی نگاہ کرم چاہیے،بس آپ کی نگاہ کرم

فقیر عرض کرتا ہے کیا بتائیں کہ اب دن کیسے گزر رہے ہیں۔

درِ احمد سے رہ کر جدا دوستو...... لطف مرنے میں ہے اور جینے میں ہے
آہ صد آہ صد!!!

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے ہیں قلب حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی دل
وہیں رہ گیا جاں وہیں گئی

فقط مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی
درگاہِ حضور فیض ملت محدث بہاولپوری
جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پنجاب پاکستان

https://archive.org/details/@awais_sultan